﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿.....عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 13 | 18/شوال 1427 ہجری قمری ❁ 10/نبوت 1385 ہجری شمسی | جمعۃ المبارک 10/نومبر 2006ء | شمارہ 45

سجدہ کے اعضاء

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور دونوں گھٹنے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب اعضاء السجود۔ حدیث نمبر 759)

❁❁❁❁❁❁❁

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

عرش کوئی ایسی چیز نہیں جس کو مخلوق کہہ سکیں۔ وہ تو تقدّس اور تنزّہ کا ایک وراء الوراء مقام ہے

یاد رکھنا چاہئے کہ کلام الٰہی میں استعارات بہت پائے جاتے ہیں

عرش اُس وراء الوراء مقام کو کہتے ہیں جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے

جو اِس جگہ ایمانی روشنی سے بے نصیب رہے گا اور خدائی معرفت حاصل نہیں کرے گا وہ آخر کو بھی اندھا رہے گا کیونکہ یہ دنیا مزرعہ آخرت ہے

”اب تین فرقوں کی بابت تو تم سن چکے ہو یعنی ایک فرقہ تو وہ ہے جو اللہ کو ربّ نہیں سمجھتا اور ذرّہ ذرّہ کو اس کا شریک ٹھہراتا ہے اور مانتا ہے کہ ارواح اور ذرّات عالم کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے باہر ہے اور جیسے خود بخود خدا ہے ویسے ہی وہ بھی خود بخود ہیں اس لئے رَبِّ الْعَالَمِیْن کہہ کر اس فرقہ کی تردید کی گئی ہے۔

دوسرا فرقہ وہ ہے جو سمجھتا ہے کہ خدا اپنے فضل سے کچھ نہیں دے سکتا، جو کچھ بھی ہمیں ملا ہے اور ملے گا وہ ہمارے اپنے کرموں کا پھل ہے اور ہوگا۔ اس لئے لفظ رَحْمٰن کے ساتھ اس کا ردّ کیا گیا ہے۔

اور اس کے بعد الرَّحِیْم کہہ کر اس فرقہ کی تردید کی گئی ہے جو اعمال کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔

اب ان تینوں فرقوں کا بیان کر کے فرمایا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن یعنی جزاء سزا کے دن کا مالک۔ اور اس سے اس گروہ کی تردید مطلوب ہے جو کہ جزا سزا کا قائل نہیں۔ کیونکہ ایک ایسا فرقہ بھی دنیا میں موجود ہے جو جزا سزا کا منکر ہے۔ جو لوگ خدا کو رحیم نہیں مانتے ان کو تو بے پروا بھی کہہ سکتے ہیں مگر جو مالک یوم الدین والی صفت کو نہیں مانتے وہ تو خدا تعالیٰ کی ہستی سے بھی منکر ہوتے ہیں اور جب خدا کی ہستی ہی نہیں جانتے تو پھر جزا سزا کس طرح مانیں۔

غرض ان چار صفات کو بیان کر کے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ یعنی اے چار صفتوں والے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور اس کام کے لئے مدد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں۔ اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے عرش کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کی ان چاروں صفات کا ظہور موجود ہے اور اگر یہ چار نہ ہوں یا چاروں میں سے ایک نہ ہو تو پھر خدا کی خدائی میں نقص لازم آتا ہے۔

اور بعض لوگ ناسمجھی سے عرش کو جو ایک مخلوق چیز مانتے ہیں تو وہ غلطی پر ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہئے کہ عرش کوئی ایسی چیز نہیں جس کو مخلوق کہہ سکیں۔ وہ تو تقدّس اور تنزّہ کا ایک وراء الوراء مقام ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ جیسے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے ویسے ہی خدا بھی عرش پر جلوہ گر ہے جس سے لازم آتا ہے کہ محدود ہے۔ لیکن ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر تک نہیں کہ عرش ایک تخت کی طرح ہے جس پر خدا بیٹھا ہے۔ کیونکہ نعوذ باللہ اگر عرش سے مراد ایک تخت لیا جاوے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے تو پھر ان آیات کا کیا ترجمہ کیا جاوے گا جہاں لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز پر محیط ہے اور جہاں تین ہیں وہاں چوتھا ان کا خدا۔ اور جہاں چار ہیں وہاں پانچواں ان کا خدا۔ اور پھر لکھا ہے کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (ق:17)۔ اور وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ (الحدید:5)۔ غرض اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے کہ کلام الٰہی میں استعارات بہت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ دل کو بھی عرش کہا گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تجلّی بھی دل پر ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی عرش اُس وراء الوراء مقام کو کہتے ہیں جہاں مخلوق کا نقطہ ختم ہو جاتا ہے۔ اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک تو تشبیہ ہوتی ہے اور ایک تنزیہ ہوتی ہے۔ مثلاً یہ بات کہ جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جہاں پانچ ہوں وہاں چھٹا ان کا خدا ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی تشبیہ ہے جس سے دھوکہ لگتا ہے کہ کیا خدا پھر محدود ہے۔ اس لئے اس دھوکہ کے دور کرنے کے لئے بطور جواب کے کہا گیا ہے کہ وہ تو عرش پر ہے جہاں مخلوقات کا دائرہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ کوئی اس قسم کا تخت نہیں ہے جو سونے چاندی وغیرہ کا بنا ہوا ہو اور اس پر جواہرات وغیرہ جڑے ہوئے ہوں بلکہ وہ تو ایک اعلیٰ وارفع اور وراء الوراء مقام ہے اور اس قسم کے استعارات قرآن مجید میں بکثرت پائے جاتے ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖۤ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا﴾ (بنی اسرائیل:73)۔ ظاہراً تو اس کے معنے یہی ہیں کہ جو اس جگہ اندھے ہیں وہ آخرت کو بھی اندھے ہی رہیں گے۔ مگر یہ معنے کون قبول کرے گا جبکہ دوسری جگہ صاف طور پر لکھا ہے کہ خواہ کوئی سوجاکھا ہو خواہ اندھا جو ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھ جاوے گا وہ تو بینا ہوگا لیکن جو اس جگہ ایمانی روشنی سے بے نصیب رہے گا اور خدا کی معرفت حاصل نہیں کرے گا وہ آخر کو بھی اندھا ہی رہے گا۔ کیونکہ یہ دنیا مزرعہ آخرت ہے جو کچھ کوئی یہاں بوئے گا وہی کاٹے گا اور جو اس جگہ سے بینائی لے جائے گا وہی بینا ہوگا۔

پھر اس کے آگے خدا تعالیٰ نے ایک دعا سکھلائی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحہ:6-7)۔ یعنی اے خدا کہ تو رَبِّ الْعَالَمِیْن، رَحْمٰن، رَحِیْم اور مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن ہے ہمیں وہ راہ دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا بے انتہا فضل ہوا اور تیرے بڑے بڑے انعام اکرام ہوئے۔ مومن کو چاہئے کہ ان چار صفات والے خدا کا صرف زبانی اقرار ہی نہ کرے بلکہ اپنی ایسی حالت بناوے جس سے معلوم ہو کہ وہ صرف خدا کو ہی اپنا ربّ جانتا ہے، زید عمر و کو نہیں جانتا۔ اور اس بات پر یقین رکھے کہ درحقیقت خدا ہی ایسا ہے جو عملوں کی جزا سزا دیتا ہے اور پوشیدہ سے پوشیدہ اور نہاں در نہاں گناہوں کو جانتا ہے“۔

(ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 381-383)

❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁❁❁

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

ربوہ میں مخالفین احمدیت کے جلسہ میں جماعت احمدیہ اور اس کے بزرگان کے خلاف سراسر جھوٹے اتہامات، سخت بدزبانی اور فرقہ واریت کی آگ کو ہوا دینے والی نہایت دلآزار اور اشتعال انگیز تقاریر

مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر قائم مذہبی انتہا پسند تنظیم کو پاکستان کے صوبۂ پنجاب کی حکومت کی طرف سے ربوہ میں اپنا اجتماع منعقد کرنے کی اجازت دی گئی۔ (یاد رہے کہ جماعت احمدیہ کو ربوہ میں اپنا جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات منعقد کرنے کی اجازت سالہا سال سے نہیں دی جا رہی جبکہ ربوہ کی غالب اکثریت احمدیوں پر مشتمل ہے)۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ اجتماع 21 اور 22 ستمبر 2006ء مسجد ابوبکر صدیق واقع مسلم کالونی میں منعقد ہوا۔ یہاں یہ بتاتے چلیں کہ ربوہ کی پرامن فضا میں خلل ڈالنے اور معصوم احمدی شہریوں کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کے لئے مخالفین نے ربوہ کے جس علاقہ میں آبادی قائم کر رکھی ہے اسے مسلم کالونی کے نام سے موسوم کئے ہوئے ہیں۔

'مسلم کالونی' میں واقع مخالفین کی مساجد سے اٹھنے والی بدزبانی اور لغوگوئی کی مثال شاید ہی کہیں اور ملتی ہو۔ یہ اجتماع اسی کالونی میں امیر مجلس ختم نبوت خواجہ خان محمد اور نائب امیر مجلس ختم نبوت سید نفیس شاہ الحسینی کے زیرسرپرستی وانتظام منعقد کیا گیا۔ پاکستان کی متعدد مذہبی وسیاسی شخصیات نے اجتماع میں شرکت کی، مگر فرقہ واریت کو ہوا دینے والے اس پروگرام کی صدارت پاکستان کی سیاسی جماعت متحدہ مجلس عمل کے صدر اور جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کے حصہ میں آئی۔ شمولیت اختیار کرنے والے 2500 بدنصیبوں کو پانچ اجلاسات پر مشتمل اس اجتماع میں کوئی اخلاقی یا دینی وعظ نہیں کیا گیا، اسلام کی خوبصورت تعلیم کے کسی پہلو کو اجاگر کر کے ان کی رہنمائی کرنے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ جماعت احمدیہ کے خلاف بدزبانی کی گئی اور نفرت آمیز تقاریر کی گئیں۔ دیگر ملاؤں نے تو خیر جو کہا سو کہا، افسوس کا مقام یہ کہ قاضی حسین احمد جو خود کو عوام کا رہنما سمجھتے ہیں اور ان کے پیروکار انہیں ایک عالمِ دین تصور کرتے ہیں، انہوں نے بھی نہایت متشددانہ فرقہ وارانہ خیالات کا اظہار کیا اور یوں فرقہ واریت اور مذہبی انتہا پسندی اور فساد پھیلانے کے ناپاک کام میں برابر کے شریک ہوئے۔

روزنامہ جناح، لاہور نے 21 ستمبر کی اشاعت میں قاضی حسین احمد کی تقریر کا خلاصہ دیا جس کے چیدہ چیدہ نکات ذیل میں پیش ہیں: انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کے خاتمے کا اعلان کر کے امت مسلمہ کے اتحاد کو ٹھیس پہنچائی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو پاکستان میں تمام بنیادی شہری حقوق حاصل ہیں لہذا امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا تقاضا ہی بے بنیاد ہے کہ قادیانیوں کے خلاف بنائے گئے قوانین کو ختم کیا جائے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ قادیانیوں کی قیادت کو نقصان پہنچایا جائے تو اکثر قادیانی اپنے عقیدہ سے توبہ کر لیں۔ روزنامہ ایکسپریس نے 23 ستمبر کی اشاعت میں قاضی صاحب کی تقریر کی رپورٹ میں لکھا کہ انہوں نے شرکاء کو یقین دلایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور یہ کہ متحدہ مجلس عمل اور مجلس تحفظ ختم نبوت وجود میں ہی اس لئے آئی ہیں کہ شیطانی طاقتوں کا مقابلہ کر سکیں۔ بھکر سے تعلق رکھنے والے مولوی محمد دین نے کہا کہ ''جنرل مشرف قادیانیوں کا چیلا ہے۔ یہ نام نہاد روشن خیالی اسے مرزائیت کے علاوہ کہاں سے میسر آسکتی ہے۔ جنرل مشرف کا حدود قوانین کو کالعدم کرنے کی کوشش کرنا اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ لندن اور امریکہ میں قادیانیوں کی سرپرستی کر رہا ہے''۔ لاہور کے مُلّا طاہر عبدالرزاق نے اس ناپاک خیال کا اظہار کیا کہ قادیانیوں نے امریکہ کو پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے آگاہ کیا۔ ساہیوال کے مولوی بخاری نے اسی پلیٹ فارم سے یہ فتویٰ جاری کر ڈالا کہ مرزائیوں اور یہودیوں میں کوئی فرق نہیں۔ پشاور کے مُلّا غفور حیدری نے اس تشویش کا اظہار کیا کہ قادیانی امت مسلمہ میں بے یقینی پھیلا کر اس کے اتحاد کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ تجویز بھی دی کہ جنرل مشرف کو چاہیے کہ قادیانیوں کے خلاف فوری ایکشن لیں۔ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ شمالی وزیرستان اور بلوچستان کی صورتحال کے ذمہ دار قادیانی ہیں اور حدود قوانین کو متنازعہ بنانے میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔

اس کانفرنس میں طے پانے والے امور میں سے کچھ یہ تھے کہ شیزان مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے، قادیانیت یہودیت کی ایک شاخ ہے، سرکاری ملازمتیں قادیانیوں کو دینے کا کوئی جواز نہیں، پریس اور میڈیا میں ایسے پروگرامز اور ایسے مباحثوں پر پابندی عائد کی جائے جن میں حدود آرڈیننس اور اینٹی قادیانی قوانین کی حیثیت کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اجتماع میں ایک بک سٹال بھی لگایا گیا جہاں جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت آمیز لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شریر اور شرپسند ملّاؤں کے شر سے پاکستان کے معصوم احمدیوں کی حفاظت فرمائے اور فتنہ پرور ملّاؤں کے فتنے کو خود انہی میں واپس لوٹا دے۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

حرف نصیحت

نادان ظالموں کے نام

غیب سے گر خبر نہیں آتی
تو حقیقت نظر نہیں آتی

جو گھڑی ہاتھ سے نکل جائے
وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتی

یہ عطائے کریم ہے ورنہ
عقل تو عمر بھر نہیں آتی

تیر ترکش کے تم چلا بیٹھے
اب کماں ہاتھ پر نہیں آتی

ہر جتن تم نے کر کے دیکھ لیا
اس کی نصرت مگر نہیں آتی

شرم اپنے کئے پہ ہی تم کو
شاید آ جائے ، پر نہیں آتی

روشنی لامکاں پہ جا پہنچی
کیوں تمہارے نگر نہیں آتی

بوئے گلشن تو کُو بہ کُو پھیلی
اک تمہارے ہی گھر نہیں آتی

ہم پہ سورج سدا چمکتا ہے
تم پہ لیکن سحر نہیں آتی

کون سمجھائے ، دھیان میں ان کی
بات میری اگر نہیں آتی

گرچہ ہے موت کا سفر درپیش
فکرِ رختِ سفر نہیں آتی

روزِ محشر جواب کیا دو گے
بات واں بول کر نہیں آتی

جب تلک آنکھ وا نہیں کرتے
بات بنتی نظر نہیں آتی

(عطاء المجیب راشد)

اسلام کے بارہ میں پاپائے روم جناب بینے ڈیکٹ سیز دھم کے

بیان فرمودہ بیان کا تجزیہ

(مجلس سلطان القلم ۔امریکہ)

(ترجمہ:انور محمود خان۔ لاس اینجلس ۔امریکہ)

پاپائے روم جناب بینے ڈیکٹ سیزدھم نے 12ر ستمبر 2006ءکوریگنس برگ یونیورسٹی (جرمنی) میں ایک اجتماع سے مذہب اور عقل ودانش کے عنوان پر خطاب کیا۔ یہ خطاب اگرچہ معمول کے مطابق ایک لیکچر تھا جس میں مقرر موصوف نے اپنے ماضی کی یادیں پیش کرنی تھیں لیکن بد قسمتی سے یہ خطاب اسلام پر ایک نخوت زدہ تنقید بن کر رہ گیا۔

پاپائے روم نے اپنی تقریر کے ابتدائیے میں چودھویں صدی کی مشرقی سلطنت روم کے ایک فاضل بادشاہ عمینوئیل ثانی پیلیولوگس اور اہل فارس کے ایک تعلیمیافتہ فرد کے ایک مکالمے کا حوالہ پیش کیا۔اس مکالمے کا نفس مضمون اسلام اور عیسائیت کی حقانیت تھا۔

مقرر موصوف نے اس مکالمے کا ایک ضمنی حصہ سطحی اور اکھڑ انداز میں پیش کیا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ”مجھے یہ دکھاؤ کہ محمد کیا نئی چیز لائے ہیں ۔بعد تحقیق تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سوائے بدی اور انسانیت سوز ظالمانہ تعلیم کے اور کچھ نہیں۔مثلاً یہ حکم کہ بزور شمشیر اپنا مذہب پھیلایا جائے“۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا: ”جو بھی کسی کو اپنے مذہب کی طرف بلاتا ہے اس میں عمدہ کلام کا ملکہ ہونا چاہئے جو معقول دلائل سے پُر ہو اور جبر وتشدد سے آزاد“۔

مزید برآں انہوں نے کہا کہ ”بادشاہ وقت کے اس بیان پر مزید غور کرتے ہوئے مجھے یہ علم ہوا کہ فہم ودانش کو بالائے طاق رکھ کر کوئی عمل خدا کی فطرت کے منافی ہے“۔

بعدازاں پوپ نے اس پرانے مکالمے کے ایک مدیر پروفیسر تھیوڈ وخوری کا یہ حوالہ پیش کیا:

”لیکن مسلمانوں کی تعلیم کے مطابق خدا انسانی مشاہدات سے بالا ہے اور غیر مرئی وجود ہے۔اس کے ارادے انسانی فہم کی قید وبند سے آزاد یہاں تک کہ عقلیت سے بھی عاری ہیں“۔

Pope Benedict XVI, "Lecture of the Holy Father: Faith, Reason and the University Memories and Reflections," University of Regensburg, Germany, September 12, 2006

اگرچہ پاپائے روم نے مسلمانوں کے ردّعمل کے نتیجہ میں معذرت پیش کی ہے تاہم انہوں نے اپنا موقف نہیں بدلا۔چنانچہ ویٹیکن کے سیکرٹری نے افسوس کا اظہار کیا کہ دنیائے اسلام نے پاپائے روم کے الفاظ کا غلط مطلب نکالا۔

قطع نظر اس کے کہ پاپائے روم کی نیت کیا تھی اور وہ کیا کہنا چاہتے تھے یہ امر مسلّم ہے کہ پوپ موصوف بادشاہ روم کے دہرے الزامات یعنی” محمد نے اسلام بزور شمشیر پھیلایا اور اسلام کا خدا یا بالفاظ دیگر مسلمان خود غیر منطقی اور خلاف عقل ہیں“ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

ذیل میں ان ہر دو الزمات کے جوابات پیش خدمت ہیں۔

پہلے سنگین الزام کی تردید

قرآن کریم کی جملہ آیات میں سے ایک آیت سے بھی یہ ثابت نہیں کہ کسی معصوم کو اس کے مختلف عقائد کی بنا پر قتل کر دیا جائے۔اس کے برخلاف قرآن کریم انتہائی واشگاف الفاظ میں منادی کرتا ہے لَا اِکْـــرَاہَ فِـــی الدِّیْن (بقرہ:257)۔دین میں ہر گز کوئی جبر نہیں۔اس آیت کے بارہ میں پوپ صاحب نے فرمایا:

”ماہرین کی رائے کے مطابق یہ ان ابتدائی سورتوں میں سے ہے جب محمد بے طاقت اور خوف کے زیر سایہ تھے“۔

Pope Benedict XVI September 12, 2006 address, supra note 1.

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی جب خدا کے رسول مدینہ کے سربراہ تھے۔

A. Rippin, Bulletin of the School of Oriental and African Studies, University of London, Vol. 45, No. 1. (1982), pp. 149-150. The Pope neglects to consider the asbab-ul-nuzul (or occasion of revelation) of Chapter 2, Verse 257.

بایں ہمہ یہ آیت ایک عظیم الشان پیغام کی حامل ہے کہ اسلام میں ہر گز طاقت کا استعمال جائز نہیں۔

یہ آیت بذات خود ایک حکم کی حیثیت رکھتی ہے جو اگرچہ واضح ہے مگر ہنوز ثابت نہیں ہوا مگر جب اس حکم کے سیاق وسباق ملا کر دیکھا جائے تو یہ جبر کے استعمال کے خلاف ایک عظیم الشان اور پُر حکمت تعلیم ہے۔چنانچہ اس آیت سے قبل کی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

” اللہ ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اِذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے“۔

عرب علماء اس آیت کو آیت الکرسی کے نام سے موسوم کرتے ہیں جس کے معنے خدائی قوت ہے۔ یہاں یہ بیان کیا گیا کہ صرف ایک ہی ہستی ہے جو انسان کی حفاظت کر سکتی ہے اور وہ خدا کی ذات ہے۔انسان کا علم محدود اور نامکمل ہے اور خدا تعالیٰ کے لا انتہاء مکمل اور عظیم الشان علم کے مقابلے میں بالکل بے اثر ہے ۔ یہ آیت انسان کے کم علم ہونے کے باوجود اس کے متکبرانہ رویے پر مہر ثابت کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی خدا کے اتھاہ علم کی حیرت انگیز وسعت کی نشاندہی کرتی ہے۔اس آیت کے بعد آیت 257 ہے جس میں فرمایا:

”دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے“۔

اس آیت میں ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کا فرق وضاحت سے بیان کیا ہے ۔ جہاں پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ طاقت کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے وہاں یہ خدشہ دور کر دیا کہ کبھی مسلمان اگر طاقتور ہو جائیں تو ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ طاقت کا منبع خدا کی ذات ہے اور اس نے کسی کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ جبر کرے۔

آیت نمبر 257 میں یہ بتایا کہ حقائق کی روشنی میں حق وباطل میں امتیاز ہو گیا۔لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر گز دین کے معاملہ میں کسی پر جبر نہ کریں کیونکہ طاقت کے زور پر کوئی خیال منوانا سراسر حماقت اور غیر حکیمانہ فعل ہوگا۔

قرآن کریم میں جا بجا متعدد مقامات پر ایسی آیات موجود ہیں جن میں جبر کے استعمال کو ممنوع قرار دیا گیا۔ چنانچہ ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

❁...... ”اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو جو بھی زمین میں بستے ہیں اکٹھے سب کے سب ایمان لے آتے۔تو کیا تُو لوگوں کو مجبور کر سکتا ہے حتی کہ وہ ایمان لانے والے ہو جائیں“۔(سورۃ یونس:100)

❁...... ”اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو۔پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے“۔(الکہف:30)

❁...... ”پس بکثرت نصیحت کر۔تُو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے۔تُو ان پر داروغہ نہیں“۔

(الغاشیہ:22-23)

جبر وتشدد کے برعکس قرآن کریم مومنین کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تبلیغ مؤثر دلائل اور حکیمانہ طرز بیان سے کی جائے۔چنانچہ فرمایا:﴿ اُدْعُ اِلٰـــی سَبِیْـــلِ رَبِّکَ بِـالْحِـکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِالْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ (الـنـحـل:126)۔”اے رسول تو لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے ربّ کی طرف بلا اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو ان سے ان کے اختلافات کے متعلق بحث کر۔تیرا رب ان کو بھی جو ان کی راہ سے بھٹک گئے ہوں سب سے بہتر جانتا ہے اور ان کو بھی جو ہدایت پاتے ہیں“۔

غور کا مقام ہے کہ کس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس حکیمانہ تعلیم کے خلاف نصیحت کر سکتے تھے جو آپ پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔امر واقعہ یہ ہے کہ تاریخ اسلام سے ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی کہ جب خدا کے رسول نے تلوار سے اسلام پھیلایا ہو۔فی الحقیقت آپ کا پیغامِ محبت ورأفت اس قدر مؤثر تھا جس نے نہ ماننے والوں کے قلوب کو جیت لیا۔

پیغمبر اسلام جنگ وجدل سے متنفر تھے۔

Mirza Bashir-ud-Din Mahmud Ahmad, Life of Muhammad (The United Kingdom: Islam International Publications, 2005), pp. 182-186.

13 سال تک خدا کے رسول اور ان کے ساتھی مکّہ میں انتہائی ظلم وتعدی برداشت کرتے رہے۔صرف اس تصور کی پاداش میں کہ وہ ایک خدا پر ایمان رکھتے تھے۔

(Ibid., at pp. 29-37.)

مدینہ میں ہجرت کے بعد بھی کفار مکّہ اپنے ظلم سے باز نہ آئے اور مدینہ میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور مسلمانوں کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا .Ibid., at pp. 82-163۔اس حقیقت کے باوجود کہ خدا نے آپ کو فتح دی آپ نے مکّہ کے باشندگان کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا .Ibid., at pp. 194-199۔

اس دور امن میں اسلام اس کثرت سے پھیلا کہ دو سال کے قلیل عرصہ میں جب مکّہ والوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی اس وقت خدا کے رسول دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مکّہ میں داخل ہوئے۔

Ibid., at pp. 144-159.

اس کثیر فوج کو دیکھ کر مکّہ والوں نے ہتھیار ڈال دئے (14)۔اس واقعہ کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ بغیر کسی بڑے خون بہائے یہ فتح حاصل ہوئی۔کسی قسم کا جبر روا نہ رکھا گیا بلکہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو عام کا اعلان کر دیا۔بلا مبالغہ وہ سب آزاد تھے کہ کونسا مذہب رکھیں۔اس عظیم الشان لطف وکرم اور محبت وعظمت کردار نے ان تمام کو خدائے واحد ویگانہ کا دیوانہ بنا دیا۔

دوسرے الزام کا جواب

پاپائے روم نے اپنی تقریر میں ڈاکٹر خوری کے موقف کہ ”اسلام میں خدا کا تصور انسانی اوصاف کی اقسام سے کسی طور پر بندھا ہوا نہیں یہاں تک کہ عقلیت سے بھی عاری ہے“ بیان کر کے اسلامی تعلیمات کے بارہ میں ایک سخت غلط فہمی کا مظاہرہ کیا ہے ۔کیونکہ اگر ڈاکٹر خوری کا بیان درست ہے کہ اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور انسانی اوصاف سے کسی طور پر بھی منسلک نہیں تو پھر مسلمان خدا تعالیٰ کی ایک سو سے زائد صفات پر کیوں تدبر کرتے اور ان کو اپنانے کی کوشش کرتے ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مسلمان قرآن کریم کی پہلی سورۃ کا 24 گھنٹے میں ہر نماز کی ہر رکعت میں ورد کرتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی چار عظیم الشان صفات بیان کی گئی ہیں۔ چنانچہ ہم یہ تلاوت کرتے ہیں:

”اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو **تمام جہانوں کا ربّ ہے۔بے انتہا رحم کرنے والا،بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔جزا سزا کے دن کا مالک ہے**۔تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔(سورۃ فاتحہ :آیت1تا 5)

ان آیات میں خدا تعالیٰ کی سو سے زائد صفات میں سے چار مذکور ہیں جن کا خدا نے قرآن کریم میں خود ذکر کیا ہے۔مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان چاروں صفات کو اپنے اندر اپنائیں۔چنانچہ وہ مسلمان جو کسی سربراہی کے عہدہ پر فائز ہیں انہیں خدا کی صفت رب العالمین پر غور کرنا چاہئے کہ محض خدا کی ذات ہی تمام تعریف کی مستحق ہے اور انہیں عاجزانہ زندگی گزارنی چاہئے اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ انکساری سے پیش آنا چاہئے ۔اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات رَحْمٰن اور رَحِیْم یعنی بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ایک دن ان کے اعمال کی جزا مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن خدا کے ہاتھ میں ہے۔الغرض ڈاکٹر خوری کے بیان کے بالکل برعکس بے شمار خصوصیات ایسی ہیں جس میں خدا تعالیٰ انسان کے ساتھ منسلک ہے اور انسان یہ کوشش کرتا ہے کہ ان صفات کو اپنی زندگی میں ڈھالے۔

اب اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ

اسلام کا خدا انتہائی حکیم ہے اور عقلیت کے جملہ تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اس حقیقت کے اظہار کے لئے دوسری سورۃ کی دوسری آیت ہی کما حقہ اشارہ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ صرف اسی قدر بیان اس الزام کا کہ 'اسلام کا خدا عقلیت سے عاری ہے' منہ توڑ جواب ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی فطرت ہی تمام قسم کے جملہ علوم کا سرچشمہ ہے۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے قرآن کریم میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کائنات بھی ایک عظیم الشان نظام میں منسلک ہے جو کہ انتہائی مربوط اور بے اعتدالی سے خالی ہے اور خدائے رحمٰن کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے خود یہ چیلنج پیش کیا:

مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ۔ فَارْجِعِ الْبَصَرُ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ (الملک :4-5)۔ ''یعنی تو رحمٰن خدا کی پیدائش میں کوئی رخنہ نہیں دیکھتا اور تو اپنی آنکھ کو ادھر اُدھر پھیر کر اچھی طرح سے دیکھ لے کیا تجھے خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ پھر بار بار نظر کو چکر دے اور آخیر تیری نظر ناکام ہو کر لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہوگی اور کوئی رخنہ نظر نہ آئے گا۔

اسی طرح سورۃ روم آیت نمبر 9 میں فرماتا ہے:

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَکٰفِرُوْنَ (الملک:9)۔ کیا انہوں نے اپنے دل میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے خدا نے کسی حکمت کے مطابق اور ایک وقت مقررہ کے لئے پیدا کیا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر اپنے ربّ سے ملاقات سے منکر ہیں۔

بلاشبہ قرآن کریم کائنات اور اس کے گردونواح کو سمجھنے کے لئے نہایت معقول اور پرحکمت تعلیم دیتا ہے اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام انسان کو مکمل آزادی ضمیر دیتا ہے۔ تمام مذاہب کے پیروکار جس طرح چاہیں اپنے مذہب کو قبول کریں اور اس کی اشاعت و تبلیغ کریں۔

مزید برآں ایک اہم نکتہ یہ بیان کیا کہ خدا کے فعل اور قول میں مکمل یگانگت ہے ان میں ہرگز کوئی تضاد نہیں۔ قرآن کریم کا 1/8 حصہ جو تقریباً 750 آیات پر مشتمل ہے قرآن کے قارئین کو یہ دعوت دیتا ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی کائنات کا مطالعہ کریں اور اس طرح راز ہائے خداوندی تلاش کریں۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ (آل عمران:191) آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان موجود ہیں۔

اور وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌ بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (النحل:13) اور اس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے خدمت پر لگا رکھا ہے۔ اور دوسرے تمام سیارے اور ستارے بھی اسی کے حکم سے تمہاری خدمت پر متعین ہیں۔ جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لئے اس میں یقیناً کئی نشانات پائے جاتے ہیں۔

قرآن حکیم کی یہ حکیمانہ آیات ہی ہیں جنہوں نے مسلمان سائنسدانوں اور مفکرین کو دعوت تحقیق دی اور انہوں نے وہ بے مثال ایجادات کیں جن کی وجہ سے اس دور کو عرب سائنس کا سنہری دور کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اگست 2006ء میں فلاگاس (Mathew E.Falages) اور ان کے ساتھیوں نے اس دور کے بارہ میں یہ تاثر پیش کیا:

"The biomedical sciences of the Arabic-Islamic world underwent remarkable development during the Eighth to Thirteenth Centuries C.E., a flowering of knowledge and intellect that later spread throughout Europe and greatly influenced both medical practice and education."

''تیرھویں سے اٹھارھویں صدی کے دور میں دنیائے اسلام وعرب حیاتیاتی اور طبیعی علوم میں غیر معمولی ترقی کی کہ اس دور نے یورپ میں طبی علاج معالجے اور تعلیم کی کایا پلٹ دی۔

Matthew E. Falagas, Effie A. Zarkadoulia, and George Samonis, "Arab science in the golden age (750-1258 C.E.) and today." FASEB Journal, 1581-1586 (2006).

اسلام کی ایک امتیازی خصوصیت جو عقلی میدان کو ترقی دیتی ہے وہ قرآن کریم کا یہ تصور ہے کہ محمدؐ ایک عالمگیر نبی ہیں اور ان کا پیغام عالمگیر پیغام ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (سبا:29) آج سے چودہ سو سال قبل جب محمدؐ دنیا میں آئے، دنیا طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ یہ تصور کہ ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کیا جائے ایک انوکھا اور اچھوتا خیال تھا کیونکہ محمدؐ کی آمد سے قبل خدا تعالیٰ نے اپنے نبی مختلف اقوام میں بھیجے لیکن اب ضرورت تھی کہ ان سب کو یکجا کیا جائے تا کہ تمام انسانیت ایک خدا کے آستانہ پر جمع ہو جائے۔ چنانچہ اسلام کا یہ وصف کہ تمام دیگر نبیوں پر ایمان لانا اور اس کے ساتھ ساتھ عالمگیر نبی کی آمد دونوں عقلیت اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہیں۔

اس امر کو سمجھنا ضروری ہے کہ بعض مذاہب کے نام نہاد سربراہان کا غیر ذمہ دارانہ اور انتہا پسندی کا رویہ اس مذہب کی تعلیمات کو ہرگز داغدار نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال قرون وسطیٰ کی جادو بھری داستانیں ہیں جو دنیائے عیسائیت میں رائج تھیں۔ کیا یہ پاپائے روم نہ تھے جنہوں نے مشہور سائنسدان گیلیو گیلے کو نظر بند کر دیا اور اس پر یہ دباؤ ڈالا کہ وہ اپنی اس تحقیق کو کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے واپس لے لیں۔

Michael J. Crowe, Theories of the World from Antiquity to the Copernican Revolution (New York: Dover Publications, Inc., 1990), pp. 157-159.

اسی طرح نشأۃ ثانیہ کے ایک عظیم ماہر طبیعات سر آئزک نیوٹن کو Trinity College کی تدریسی نشست سے مستعفی ہونا پڑا جنہوں نے تثلیث کا انکار اور وحدانیت کا اقرار کیا۔

R.C. Westfall, The Life of Isaac Newton Cambridge: Cambridge University Press, 1993), pp.121-124.

آج بھی دنیا اس قسم کی غیر عقلی مہمات میں ملوث ہے جن کا اظہار مختلف مذاہب کے انتہا پسند عناصر کے بیانات سے ہوتا ہے اور جو ان بیانات سے تشدد اور تفریق کی فضا قائم کر رہے ہیں۔

اسلام معقولیات اور حکمت وفراست کی عظیم چٹان پر قائم ہے۔ جس کا بار بار اعادہ قرآن حکیم کی آیات اور ابتدائی اسلام (قرون اولیٰ) سے عملی طور پر ثابت ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی پرامن تعلیم پر حتی الوسع عمل کرتی ہے۔ اور قطعی طور پر اس ظلم وتعدی کی مذمت کرتی ہے جو گنتی کے چند انتہا پسندوں نے اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے اسلام کی تعلیم کو اپنے شرمناک کردار اور عمل سے مسخ کرنے کے لئے جاری کر رکھی ہے۔

ہم پاپائے روم کے اس بیان سے متفق ہیں کہ عقلمند کو طاقت اور ہتھیاروں کی ضرورت نہیں۔ مثلاً انیسویں صدی کی ایک بزرگ اور معروف شخصیت حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ نے تحریر فرمایا:

''وہ مذہب جو اپنی حقانیت اور برتری ٹھوس اور مستحکم دلائل، آسمانی بشارات اور نشانات اور مصدقہ روایات سے ثابت کر سکتا ہے اس کو کسی انسان کو تلوار سے ڈرانے اور بزور جبراً اپنی صداقت واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

Mirza Ghulam Ahmad, "Jihad," The Review of Religions, 1902.

ہماری خواہش ہے کہ عالمی طاقتیں جو آج وحشیانہ جنگوں میں ملوث ہیں ان حسین اصولوں پر عمل پیرا ہوں۔

تاریخ کا دوبارہ مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ کیا صلیبی جنگیں عقل ودانش کے حسین اصولوں پر تھیں؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اُس وقت کے پاپائے روم کے زیر سایہ کئی دہائیوں تک ہزاروں لاکھوں مسلمان اور یہودی قتل کر دئے گئے۔ صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے مسیح کو خدا ماننے سے انکار کر دیا۔ Juan Antonio Llorente, Historia crítica de la Inquisición en España (Madrid, Hiperión: 1980), Tomo IV, p. 183.۔ ہزاروں کو سپین سے ملک بدر کر دیا گیا۔

زمانہ ماضی قریب کی ایک اور اہم مثال افریقن غلاموں کی فروخت ہے جن کو ایک منظم پلان کے ماتحت یورپ اور امریکہ میں افریقہ سے بھجوایا گیا۔ امریکہ میں غلامی کا اجراء بائبل کی ان آیات کے زیر سایہ کیا گیا جس میں افریقنوں کو یہ بتایا گیا کہ وہ نوح کے باغی بیٹے کی اولاد ہیں۔ See, e.g., Deuteronomy 9:19-27: "These are the three sons of Noah that went forth of the ark, were Shem and Ham and Japheth and Ham is the father of Canaan. These are the three sons of Noah and of them was the whole earth overspread. And Noah began to be an husbandsman and he planted a vineyard: And he drank of the wine, and was drunken, and he was uncovered within his tent. And Ham, the father of Canaan, saw the nakedness of his father and told his two brethren without. And Shem and Japheth took a garment and laid it upon both their shoulders and went backward and covered the nakedness of their father, and their faces were backward and they saw not their father's nakedness. And Noah awoke from his wine, and knew what his younger son had done unto him. And he said, Cursed be Canaan; a servant of servants shall he be unto his brethren. And he said, Blessed be the Lord God of Shem and Canaan shall be his servant. God shall enlarge Japheth and he shall dwell in the tents of Shem and Canaan shall be his servant." (King James Version).

وراس طور پر بائبل کی آیات کی روشنی میں انہوں نے افریقن نسل پر دردناک تسلّط کیا اور انسانیت سوز حرکات کیں۔

قرآن کریم کی پیاری تعلیم ہمیں بتلاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح علیہم السلام دونوں خدا کے برگزیدہ رسول تھے جن میں سے کسی نے بھی اپنی تعلیم کے فروغ کے لئے نہ تلوار اٹھانے کی تعلیم دی اور نہ غلام بنانے کی تلقین کی۔ ان ہر دو نے قرآن حکیم کی اس لازوال صداقت کا درس دیا کہ ''دین کے معاملہ میں ہرگز کوئی جبر نہیں''۔ مسلمانوں کے ایک قلیل حصّہ نے قرآن کریم کی تعلیم کے سراسر منافی پوپ کی تصویریں نذر آتش کیں یا بعض چرچوں کو نقصان پہنچایا حالانکہ قرآن کریم یہ تعلیم دیتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۔ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا (الحج:41)۔

(یعنی) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔ اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

جس طرح وہ عیسائی جنہوں نے تشدد کی راہ اختیار کی اور صلیبی جنگوں میں یا اسپین کی لڑائیوں میں غلامی کی تجارت میں حصہ لیا ہم ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح یہ چند مسلمان کس طرح اسلام یا بانیٔ اسلام کی تصویر بن سکتے ہیں۔ متعدد غیر مسلم مبصرین اور مفکرین کے تبصرے یہ بتلاتے ہیں کہ خدا کے رسول کا کردار امن کا پیغامبر تھا اور معقولیت پر مبنی تھا۔ آپؐ کی ہمدردیٔ مخلوق آپؐ کی پرامن تعلیم کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ ذیل میں چند آراء پیش ہیں:۔

❋ ......ڈاکٹر ڈی ڈبلیو لینز نے لکھا:

"All these arguments, advanced to prove that the purpose of jihad was to spread Islam by force, are contradicted by the Qur'an. The Qur'an says that the purpose of jihad is to protect mosques, churches, synagogues, and cloisters [22:41]."

(Dr. D.W. Lenz, Asiatic Quarterly Review, October 1886.)

''یہ تمام دلائل جو اس بات کے ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا صریحاً قرآن کے خلاف ہیں۔ قرآن کا یہ بیان ہے کہ جہاد کا مقصد مساجد، گرجوں اور یہودی عبادت خانوں کی حفاظت تھا۔

❋ ......سر جارج برنارڈ شا لکھتے ہیں:

"I have always held the religion of Muhammad in high estimation because of its wonderful vitality. It is the only religion which appears to me to possess that assimilating capacity to the changing phase of existence which can make itself appeal to every age. I have studied him - the wonderful man - and in my opinion far from being an anti-Christ, he must be called the Savior of Humanity."

(Sir George Bernard Shaw, The Genuine Islam, Vol. 1, No. 8 (Singapore: 1936).

''مَیں نے ہمیشہ محمدؐ کے مذہب کو اس کی جانداری کے باعث قدرومنزلت کی نظر سے دیکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ منفرد مذہب ہے جس میں بدلتے ہوئے تغیرات سے ہم آہنگ ہونے کی اہلیت ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ میں انسانوں کو متاثر کرتا ہے۔ مَیں نے محمدؐ کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہے۔ انتہائی بے مثال شخصیت ہیں اور میرے خیال میں ان کو مسیح کا دشمن کہنا تو کجا انہیں تو انسانیت کا نجات دہندہ قرار دیا جانا چاہئے۔

❋ ......ڈاکٹر لیسی اولیری لکھتے ہیں:

"History makes it clear, however, that the legend of fanatical Muslims sweeping through the world and forcing Islam at the point of sword upon conquered races is one of the most fantastically absurd myths that

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن کریم اور احادیث میں جمعۃ الوداع کا کوئی تصور نہیں ملتا، ہاں جمعہ کی اہمیت ہے اور بہت اہمیت ہے۔

ہر احمدی کو ہمیشہ جمعہ کی اہمیت کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور چھوٹے چھوٹے بہانے تراش کر یا تلاش کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکم عدولی نہیں کرنی چاہئے۔

جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ایک خاص گھڑی آتی ہے، اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے

(قرآن کریم، احادیث نبویہؐ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے جمعہ کی فرضیت و اہمیت اور اس سے متعلقہ امور کا بیان اور احباب جماعت کو اہم نصائح)

گزشتہ خطبات میں جاری مضمون کے تسلسل میں قرآن مجید، احادیث نبویہؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض دعاؤں کا تذکرہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 20/اکتوبر 2006ء بمطابق 20/اخاء 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔فَاِذَاقُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِماً قُلْ مَا عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔(سورۃالجمعة 10تا 12)

آج اس رمضان کا آخری جمعہ ہے اور انشاء اللہ دو تین دن تک یہ رمضان کا مہینہ بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی استعداد اور بساط کے مطابق کوشش کی کہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں اور اس کا پیار، اس کی محبت اور اس کی رضا حاصل کرنے والوں میں شامل ہوسکیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا ابھی دو تین دن باقی ہیں، جو اس رمضان سے بھر پور فائدہ نہیں اٹھا سکے وہ ان بقیہ دنوں میں ہی اگر سچے دل سے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والے بن سکتے ہیں۔ کیونکہ خالص ہوکر اس کی راہ میں گزرا ہوا ایک لمحہ بھی انسان کی کایا پلٹ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنی طرف آنے والے کو ماں باپ سے بھی زیادہ بڑھ کر پیار کرتا ہے۔وہ جب اپنے بندے کو اپنے ساتھ چمٹاتا ہے تو وہ بندہ وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا۔اس ایک سچے اور خالص لمحے کی دعا انسان کو برائیوں سے اتنا دور لے جاتی ہے، اس کی طبیعت میں اتنا فرق ڈال دیتی ہے جو مَشْرِقَيْن کا فرق ہے۔پس اللہ تعالیٰ کی ذات سے مایوسی کا تو کوئی سوال ہی نہیں، صرف ان راستوں پر چلنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کو پانے کے راستے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو پانے کے وہ اسلوب سیکھنے کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے جو ایک عرصے سے بھولی بسری یادیں بن چکے تھے اور جن کو دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے رکھا۔پس ہم وہ خوش قسمت ہیں جو اس امام کو ماننے والے ہیں جس نے ان راستوں کو صاف کر کے ہماری ان کی طرف راہنمائی فرمائی۔ ہمارے ذہنوں کی گرد بھی جھاڑی جس سے بدعات اور غلط روایات سے ہمارے ذہن پاک و صاف ہوئے، جس میں آجکل غیر احمدی معاشرہ ڈوبا ہوا ہے۔ بہت ساری غلط روایات ہیں جو ان میں راہ پکڑ گئی ہیں، بدعات کا دخل ہوگیا ہے جس سے ان کی بعض باتیں اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تھی کوسوں دور چلی گئی ہیں اور ان باتوں میں ایک جمعۃ الوداع کا تصور بھی ہے۔ جبکہ قرآن کریم اور احادیث میں جمعۃ الوداع کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ ہاں جمعہ کی اہمیت ہے اور بہت اہمیت ہے، جس کا میں ان آیات کی روشنی میں جو میں نے تلاوت کی ہیں اور احادیث کی روشنی میں ذکر کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے میں نہایت افسوس سے اس بات کا ذکر کروں گا کہ امام الزمان کی بیعت میں آنے کے باوجود اور باوجود اس کے کہ خلفاء احمدیت اس تصور کو ذہنوں سے نکالنے کے لئے بارہا اس طرف توجہ دلا چکے ہیں بعض احمدی بھی معاشرے کی اس برائی اور بدعت کا شکار ہوکر جمعہ کی اہمیت کو بھلا کر جمعۃ الوداع کا تصور ذہنوں میں بٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ایسے لوگ چاہے زبان سے اس بات کا اقرار کریں یا نہ کریں اپنے حال سے، اپنے عمل سے یہ اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ عموماً سارا سال مساجد میں جمعوں پر جو حاضری ہوتی ہے، رمضان کے دنوں میں خاص قسم کا ماحول بننے کی وجہ سے جمعوں میں حاضری اس سے بہت بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن رمضان کے آخری جمعہ میں یہ حاضری رمضان کے باقی جمعوں کی نسبت بہت آگے بڑھ جاتی ہے جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ آج توجہ زیادہ ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مرکز میں یا جہاں خلیفۂ وقت نماز جمعہ پڑھا رہے ہوں وہاں اس جمعے میں شامل ہونے کی لوگ زیادہ کوشش کرتے ہیں جو ٹھیک ہے لیکن اگر جماعتیں جائزہ لیں تو ہر مسجد میں رمضان کے آخری جمعہ کی حاضری پہلے سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پس یہ عمل ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جاؤ، جمعہ پڑھ لو اور گناہ بخشوا لو۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں پہلے سے بڑھ کر بندے کے ساتھ بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ لیکن بندے کو بھی اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کی وجہ سے حتی الوسع اس تعلیم پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر جمعہ کے دن کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن جمعۃ الوداع کی کسی اہمیت کا تصور نہیں ملتا۔ بلکہ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اس آخری جمعہ میں جو رمضان کا آخری جمعہ ہے، یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس جمعہ سے اس طرح گذریں اور نکلیں کہ رمضان کے بعد آنے والے جمعہ کی تیاری

اور استقبال کر رہے ہوں اور پھر ہر آنے والا جو جمعہ ہے وہ ہر نئے آنے والے جمعہ کی تیاری کرواتے ہوئے ہمیں روحانیت میں ترقی کے نئے راستے دکھانے والا بنتا چلا جائے اور یوں ہمارے اندر روحانی روشنی کے چراغ سے چراغ جلتے چلے جائیں اور یہ سلسلہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو اور ہر آنے والا رمضان ہمیں روحانیت کے نئے راستے دکھاتے چلے جانے والا رمضان ہو، نئی منازل کی طرف راہنمائی کرنے والا رمضان ہو جس کا اثر ہم ہر لمحہ اپنی زندگیوں پر بھی دیکھیں اور اپنے بیوی بچوں پر بھی دیکھیں اور اپنے ماحول پر بھی دیکھیں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ ہمیں قرآن اور حدیث سے جمعہ کی اہمیت پتہ چلتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں جو حکم اتارا ہے، وہ سب سے پہلے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے دن کے ایک حصہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا: پس جب نماز ادا کی جا چکی ہو تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے کچھ تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پھر فرماتا ہے: اور جب وہ کوئی تجارت یا دل بہلاوہ دیکھیں گے تو اس کی طرف دوڑ پڑیں گے اور تجھے اکیلا چھوڑ دیں گے۔ تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ دل بہلاوے اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور اللہ رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

تو دیکھیں کتنا واضح حکم ہے، کوئی ابہام نہیں ہے کہ کون سے جمعہ کی طرف بلایا جائے؟ صرف حکم ہے تو یہ کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کی طرف بلایا جائے تو اس پیارے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے دوڑو۔ یہ خیال دل میں نہ لاؤ کہ تھوڑا سا یہ کام رہتا ہے اسے پورا کرلوں پھر جاتا ہوں۔ یہاں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خطبہ شروع ہونے کے وقت اس مسجد کا ہال نصف سے بھی کم بھرا ہوتا ہے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ لوگ آنا شروع ہوتے ہیں اور جگہ بھرتی چلی جاتی ہے۔ صرف یہاں نہیں، باقی دنیا میں بھی یہی حال ہے بلکہ بعض لوگ خطبہ ثانیہ کے دوران آ رہے ہوتے ہیں۔ بعض کو تو کام سے رخصت کی مجبوریاں ہیں، بعض کو بعض دفعہ ٹرانسپورٹ کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے لیکن بعض عادی بھی ہوتے ہیں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ جتنا دیر سے جا سکیں، جتنا لیٹ جا سکیں جایا جائے تا کہ نماز میں شامل ہو کر فوری واپس آ جائیں یا تھوڑا سا خطبے کا حصہ سن لیں تو یہی کافی ہے۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ سب سے پہلے آنے والے کو پہلا لکھتے ہیں اور پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے۔ پھر بعد میں آنے والا اس کی طرح ہے جو گائے کی قربانی کرے، پھر مینڈھا یعنی بھیڑ بکرا، پھر مرغی اور پھر انڈے کی قربانی کرنے والے کی طرح، پھر جب امام منبر پر آ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر کو سننا شروع کر دیتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجمعة باب الاستماع الی الخطبة یوم الجمعة)

تو دیکھیں جمعہ کے لئے جلدی آنے کی اہمیت کس طرح واضح فرمائی۔ جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بعض کام کرنے والے لوگ ایسے ہیں جن کو مجبوریاں ہوتی ہیں لیکن ایک ایسی تعداد بھی ہے جس میں یہ احساس ہی نہیں ہے کہ جمعہ پہ وقت پر جانا ہے۔ اکثر یہاں بہت سارے لوگ میرے سامنے مسجد کے اگلے حصے میں بیٹھے ہوتے ہیں، تقریباً نوے فیصد شاید وہی چہرے ہوتے ہیں اور آج بھی وہی ہیں۔ ان میں سے بعض کو میں جانتا ہوں وہ کام بھی کرتے ہیں اور عموماً یہاں اکثر لوگ اپنے کام کر رہے ہیں، کوئی ٹیکسی چلا رہا ہے کوئی دوسرے کام کر رہا ہے۔ تو یہ جلدی آنے والے بھی اور لیٹ آنے والے بھی اور نہ آنے والے بھی، ان کے کاموں کی نوعیت تقریباً ایک جیسی ہوتی ہے، تو وقت پر نہ آنا صرف نفس کا بہانہ ہے۔ آخر جو وقت پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں، یہ بھی تو اپنے کام کا حرج کر کے آ رہے ہوتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو یاد رکھیں کہ جمعہ کی نماز پر جلدی آؤ اور اپنی تجارت، اپنے کاروبار اور اپنے کام چھوڑ دیا کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ رزق دینے والی ذات خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے، بظاہر نقصان اٹھاتے ہوئے بھی جمعہ کے لئے آؤ گے تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرما دے گا کہ جس نقصان سے تم ڈر رہے ہو وہ نہیں ہو گا اور اگر بالفرض کہیں کوئی تھوڑی بہت کمی رہ بھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس وجہ سے تمہیں اور ذریعوں سے برکتوں سے بھر دے گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

جمعہ پر تم جو سستی دکھاتے ہو اور بے احتیاطی کرتے ہو یہ اپنی بے علمی کی وجہ سے کرتے ہو۔ اگر تمہیں علم ہو کہ اس کے کتنے فوائد ہیں اور اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے فضلوں سے نوازے گا تو اتنی سستیاں اور بے احتیاطیاں کبھی نہ ہوں اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کبھی یہ بے احتیاطی ہو بلکہ ہمیشہ اس کوشش میں رہو گے کہ اونٹ یا گائے کی قربانی کا ثواب حاصل کرو۔ پس ہر احمدی کو ہمیشہ جمعہ کی اہمیت کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور چھوٹے چھوٹے بہانے تراش کر یا تلاش کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی حکم عدولی نہیں کرنی چاہئے۔ جمعہ کا خطبہ اور نماز آنے جانے سمیت زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو گھنٹے کا معاملہ ہے۔ اور بعض لوگ جو دوسرے کام ہیں ان میں بغیر کام کے ہی بے تحاشا وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ مکرم حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی ایک بات مجھے یاد آئی، یہیں کہیں، کسی مغربی ملک میں ان کا غیروں میں لیکچر تھا، جگہ کونسی تھی یہ تو مجھے پوری طرح مستحضر نہیں لیکن بہرحال وہاں انہوں نے اسلامی عبادات کا ذکر فرمایا اور جمعہ کی مثال بھی دی کہ ہفتے بعد جمعہ ایک لازمی عبادت ہے، اس کے متعلق حکم ہے کہ ضرور پڑھو۔ بعض لوگوں کے نزدیک یہ بہت بڑا بوجھ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میں کتنا وقت لگ جاتا ہے؟ پھر انہوں نے وقت کی مثال اس طرح دی کہ جتنا وقت دو برِج (Bridge) کھیلنے والے اپنی اس برِج کی کھیل کو ختم کرنے میں لگاتے ہیں اس سے کم وقت اس میں لگتا ہے۔ یہ برِج جو ہے یہ بھی تاش کھیلنے کی ایک قسم ہے۔ تو لہو ولعب کی طرف تو توجہ ہو جاتی ہے، جمعہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ پس دنیا داروں کو سمجھانے کے لئے انہوں نے اس کی مثال دی تھی۔ اسی طرح دوسری بے فائدہ کھیلیں ہیں، بعض گپیں ہانکنے میں وقت لگا دیتے ہیں، بیٹھے رہتے ہیں لیکن جمعہ پر آنے کے لئے سوچ میں پڑ جاتے ہیں کہ اتنا وقت ہو گا، جائیں گے، بیٹھنا پڑے گا، خطبہ لمبا ہو گیا تو کیا کریں گے۔ جماعت پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میاں بیوی میں سے کوئی نہ کوئی ضرور نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ بعض عورتیں اور لڑکیاں بڑی فکر سے اپنے خاوندوں کے بارے میں دعا کے لئے لکھتی ہیں کہ ہمارے میاں کو جمعہ پر جانے کی عادت نہیں اور اکثر بہانے بنا کر جمعہ ضائع کر رہے ہوتے ہیں، کوئی وجہ نہیں ہوتی۔ دعا کریں کہ جمعہ پر جانے کی عادت پڑ جائے۔

ایک حدیث میں جمعہ ضائع کرنے والوں کے بارے میں آتا ہے، جس میں جمعہ کی اہمیت اور جمعہ نہ پڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذکر ہے۔ حضرت ابو جعد ضمریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تساہل کرتے ہوئے لگاتار تین جمعے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التشدد فی ترک الجمعة)

اب دیکھیں کس قدر انذار ہے، جمعہ چھوڑنے کے کس قدر بھیانک نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے دل پھر اللہ تعالیٰ سخت کر دیتا ہے اور ان کے اپنے عمل کی وجہ سے یہ چیز پیدا ہو رہی ہوتی ہے، جمعہ سے لاپرواہی کی وجہ سے یہ چیز پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ دیکھ لیں کہ یہاں لگاتار تین جمعے چھوڑنے پر انذار کیا ہے، رمضان کا آخری جمعہ چھوڑنے کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ یعنی جو لگاتار تین جمعے چھوڑے گا اس کا دل سخت ہو جاتا ہے، اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ جو رمضان کا آخری جمعہ چھوڑتا ہے یا لگاتار تین رمضان آخری جمعہ پر نہ جائے تو اس کا دل سخت ہو گا۔ اس لئے جمعہ کی اہمیت کو بہت زیادہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور اس کے علاوہ اپنی ہر قسم کی عبادتوں کو زندہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ جو بہت زیادہ بخشنہار ہے، اس سے اپنے گناہوں کے بخشوانے اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والے اور اس کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انسان کبائر گناہ سے بچے تو پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور رمضان سے اگلا رمضان ان دونوں کے درمیان ہونے والی لغزشوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (الترغیب والترھیب کتاب الجمعة باب الترغیب فی صلاة الجمعة والسعی الیھا)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

یعنی اگر انسان بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے تو ان چھوٹی موٹی غلطیوں سے اور لغزشوں سے اور گناہوں سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اس عمل کی وجہ سے صرف نظر فرماتا رہے گا جو وہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اپنی نمازوں کی طرف توجہ دیتے ہوئے اور جمعہ پر باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے اور پھر رمضان کے روزے رکھتے ہوئے کرتا ہے۔ ہر نماز پڑھنے کے بعد جب اگلی نماز کا انتظار ہو اور اگلی نماز انسان پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس دوران کی غلطیاں معاف فرما دیتا ہے، پھر ہفتے کے دوران جو غلطیاں ہوں وہ جمعہ کے جمعہ معاف فرما دیتا ہے۔ اسی طرح اگر سال کے دوران کچھ غلطیاں ہیں تو رمضان میں اللہ تعالیٰ بخشش کے دروازے کھولتا ہے اور معاف فرما دیتا ہے۔ تو دیکھیں یہاں صرف جمعہ کا یا جمعۃ الوداع کا ذکر نہیں بلکہ روزانہ نمازوں کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ پھر ہر جمعہ کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا ہوا، جس طرح بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قضائے عمری پڑھ لی تو گناہ معاف ہو گئے، اسی طرح جمعۃ الوداع پڑھ لیا تو گناہ معاف ہو گئے۔ بلکہ ہر جمعہ جو ہے وہ اگلے جمعہ تک کی غلطیوں کا کفّارہ بنتا ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ جمعہ پر آنے جانے اور خطبہ سننے میں زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو گھنٹے لگتے ہیں کیونکہ جو مسجدوں کے قریب کے لوگ ہیں وہی آئے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تھوڑا سا وقت ہے، جب تم جمعہ ادا کر چکو تو بے شک اپنے کاموں پر چلے جاؤ اور جو اپنے دنیاوی کام ہیں وہ سارے کرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیاوی نعمتیں اور یہ کاروبار جو صحیح کاروبار ہیں تمہیں اپنے فضل سے ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے عطا کئے ہوئے ہیں۔ پس اس فضل سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ ناجائز کاروبار، دھوکہ دہی کے کاروبار جو ہیں ان سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جو نواہی ہیں اس سے بچ کر ہی اللہ تعالیٰ کے فضل کے وارث بن سکتے ہو، ان کو کر کے نہیں۔ پس اپنی ملازمتوں میں، اپنے کاروباروں میں جائز اور ناجائز کے فرق کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ یہ نہیں کہ ان لوگوں کی طرح ناجائز کاروبار کر کے اور کالا دھن کما کر اور سمگلنگ کر کے پھر حج پر چلے گئے اور سمجھ لیا کہ ہم پاک ہو گئے ہیں اور ہمارے پچھلے گناہ بخشے گئے۔

جیسا کہ اس حدیث میں جو میں نے پڑھی تھی آتا ہے کہ جمعہ کفّارہ ہے، یہ اس صورت میں کفّارہ بنتا ہے جب انسان بڑے گناہوں سے بچے، جب کبائر سے بچے۔ اور پھر ان سے بچنے کے لئے اس آیت میں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے والے ایک تو اللہ کا خوف رکھیں گے، ناجائز کام نہیں کریں گے اور یہ ذکر تمہارے دلوں کو اطمینان بھی بخشے گا۔ ناجائز منافع خوری اور ناجائز کاروبار کی طرف جو توجہ ہے وہ نہیں رہے گی، قناعت پیدا ہو گی۔ اور ''ذکر'' پھر اس طرف بھی توجہ دلا رہا ہے کہ جمعہ پڑھ کر پھر نمازوں سے چھٹی نہیں ہو گی بلکہ اس کے بعد عصر کی نماز بھی ہے پھر مغرب کی نماز ہے پھر عشاء کی نماز ہے۔ اور یہ سلسلہ پھر اسی طرح چلنا ہے، اس طرف بھی ہر ایک کی توجہ رہنی چاہئے۔ اور اس ''ذکر'' سے پھر فضل بڑھتے چلے جائیں گے اور چھوٹی موٹی غلطیوں اور کوتاہیوں کا کفارہ بھی ہوتا چلا جائے گا۔ پس ہمیشہ اس طرف توجہ رکھو کہ ''ذکر'' کرنا ہے۔ پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ جن کے دل ہر وقت دنیاوی چیزوں کی طرف مائل رہتے ہیں، جھکے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والے نہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا فہم اور ادراک ہی نہیں۔ انہوں نے اپنی تجارتوں کو ہی اپنا خدا بنا لیا ہوا ہے۔ اپنے کاروباروں کو اپنا خدا بنا لیا ہوا ہے۔ عبادتوں کی بجائے کھیل کود میں ان کا دل زیادہ لگا ہوا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ تاش کھیلنے والے گھنٹوں تاش کھیلتے رہیں تو انہیں وقت کے ضائع ہونے کا احساس نہیں ہوتا، تو فرمایا کہ جن کے دل ایمان سے خالی ہیں یا ایمان صرف منہ کی جمع خرچ ہے وہ عبادت کی طرف توجہ دینے والے نہیں ہیں، قربانیاں کرنے والے نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو صحابہؓ قربانیاں کرنے والے تھے۔ انہوں نے مال، جان، وقت اور عزت ہر چیز کو اسلام کی خاطر قربان کر دیا تھا۔ سوائے چند ایک منافقین کے جو جان بچاتے تھے، ان کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے۔

پس جو تجارت اور کھیل کود کی طرف توجہ دینے والے ہیں یہ اس زمانے کے لوگ ہیں جبکہ مختلف طریقوں سے، دلچسپیوں سے شیطان ان کو اپنی طرف بلاتا ہے اور ان دلچسپیوں کے بے تحاشا سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ اس سورۃ جمعہ میں اس زمانے میں مسیح موعود کے آنے کا بھی ذکر ہے۔ یہ لوگ جو کھیل کود اور تجارتوں میں مشغول ہیں، مسیح موعود کی آواز پر بھی کان نہیں دھرتے اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سننے کو تیار نہیں، اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ لیکن وہ لوگ جو صحیح مومن ہیں، جنہوں نے مسیح موعود کو مانا ہے ان کو تو یہ حکم ہے کہ تمہارا کام تو عبادتوں کو زندہ رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھنا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کا انعام حاصل کرنے کے باوجود ذکر الٰہی کی طرف توجہ نہیں دو گے تو یاد رکھو کہ اللہ اور اس کے رسول اور مسیح موعودؑ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے کیونکہ تمہاری بیعت سے تو ان کو کوئی غرض نہیں۔ تمام قسم کی نعمتیں جو تم حاصل کر رہے ہو ان کا سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ہر قسم کے رزق تو اس سے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو نعمتیں ہیں وہ ان دل بہلاوے کی چیزوں سے اور تجارتوں سے بہت بہتر ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرو گے تو پھر ان نعمتوں سے بھی محروم رہو گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کو اس بات کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والا بنائے۔ کبھی یہ نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے لاپرواہی برتنے والا ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔ سوائے مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام کے۔ جس شخص نے لہو ولعب اور تجارت کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی برتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہی کا سلوک کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد والا ہے۔ (سنن دار قطنی کتاب الجمعة باب من تجب علیه الجمعة)

پس فکر کے ساتھ جمعوں کی ادائیگی کرنی چاہئے اور جو استثناء ہیں ان کا اس حدیث میں ذکر ہو گیا کہ مریض کی مجبوری ہوتی ہے، نہیں جا سکتا۔ پھر مسافر ہے، بعض دفعہ مجبوری سے سفر کرنے پڑتے ہیں اس لئے مسافر کے بارے میں بھی آ گیا کہ اگر کوئی مسافر ہے۔ لیکن جو عمداً بغیر کسی وجہ کے جبکہ وقت بدلا جا سکتا ہے جمعہ کے دن سفر کرتے ہیں، ان کی کوئی مجبوری نہیں ہے، ان کو بہرحال بچنا چاہئے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے سفر کو پسند فرماتے تھے تاکہ جمعہ سے پہلے اپنی منزل پر پہنچ جائیں۔ اسی طرح عورت کے لئے ضروری نہیں کہ وہ جمعہ پر ضرور آئے، عید پر آنا ہر عورت کے لئے ضروری ہے۔ جو بھی ہوش وحواس رکھنے والی عورت ہے اس کے لئے عید پر آنا تو بہرحال ضروری ہے، ہر حالت میں آنا ضروری ہے۔ لیکن جمعہ پر آنا ہر عورت کے لئے ضروری نہیں ہے اس لئے یہ استثناء ہے۔ اسی طرح غلاموں کو بھی مجبوریاں ہوتی ہیں، ان کو بھی چھوٹ دی گئی ہے۔ بعض حالات میں وہ مجبور ہوتے ہیں، ان کو کوئی گناہ نہیں۔

پھر جمعہ کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر فرمایا کہ جمعے کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے نماز پڑھتے ہوئے جو بھی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اس کو عطا کر دیتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ۔ (بخاری کتاب الجمعة باب الساعة التی فی یوم الجمعة)

بعض اور روایات ہیں اور حدیثوں کی جو مختلف تشریح کرنے والے ہیں وہ اس پر یہ کہتے ہیں کہ صرف نماز پڑھنے کے دوران ہی نہیں بلکہ خطبہ جمعہ بھی جمعہ کا حصہ ہے یہ بھی اسی طرح اس میں آ جاتا ہے، صرف کھڑے ہونا نہیں۔ اور بعض اس سے زیادہ وقت دیتے ہیں کہ یہ وقت شام تک چلتا ہے۔ تو بہرحال اس حدیث میں یہ ہے کہ مسلمان نماز پڑھتے ہوئے جو بھی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اس کو عطا کر دیتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ گھڑی بہت مختصر ہے، بہت تھوڑی ہے۔ پس اس موقع سے ہر ایک کو فائدہ اٹھانا چاہئے، اپنے لئے بھی دعائیں کریں، جماعت کے لئے بھی دعائیں کریں۔ کسی کو کیا پتہ کہ وہ گھڑی کس وقت آنی ہے، اس لئے پہلے وقت میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ تو بہرحال واضح ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز کا حصہ ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعہ کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں، یہ ایک میموریل تھا جو جمعہ کی رخصت کی بدلی کے وقت وائسرائے کو بھیجا گیا تھا۔ تو بہرحال اس میں جمعہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000—FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

شریف نے خاص کر کے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جس کا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے (اذان دی جائے) تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ۔ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گناہگار ہے۔ اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات۔ جلد دوم صفحہ 581-580 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اب میں گزشتہ خطبوں کے مضمون کی طرف آتے ہوئے آج بھی چند دعائیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ جیسا کہ ہم نے ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان دیکھا ہے کہ جمعہ کے دوران ایک ایسی گھڑی آتی ہے جو قبولیت کا درجہ رکھتی ہے، پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ایک دعا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے وہ آج کل کے حالات کے لحاظ سے بھی بہت اہم ہے۔ کیونکہ آج کل جو معاشرے کا حال ہے، گندگیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ وہ دعا ہے رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ۔ (سورۃ العنکبوت: 31) کہ اے میرے رب اس فساد کرنے والی قوم کے خلاف میری مدد کر۔ آجکل جیسا کہ میں نے کہا دنیا تمام قسم کی برائیوں میں ملوث ہے اور اس وجہ سے فساد پھیلا ہوا ہے۔ اور یہی لہو و لعب ہے جس نے مسلمان کہلانے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس کی وجہ سے وہ مسیح موعود کو بھی ماننے سے انکاری ہیں۔ اور سورۃ جمعہ کی جو آخری آیت ہے، جیسا کہ میں نے بتایا تھا اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دنیا کی چکا چوند سے تم خدا تعالیٰ کو بھول گئے ہو جس کی وجہ سے امام الزمان کی مدد کرنے کی بجائے اسے چھوڑ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے ہو۔ پس موجودہ زمانے کی برائیوں سے بچنے کے لئے جب کہ سفروں کی سہولتیں بھی میسر ہیں، سٹیلائٹ رابطوں کی وجہ سے تمام دنیا تقریباً ایک ہو چکی ہے، ایک خبر دوسری جگہ فوراً پہنچ جاتی ہے، تصویریں پہنچ جاتی ہیں، ایک دوسرے کے کلچر پہنچ رہے ہیں، روایات پہنچ رہی ہیں، برائیوں کے سمجھنے کے معیار ہی بدل گئے ہیں۔ بعض چیزوں میں احساس ہی نہیں رہتا کہ فلاں چیز برائی ہے، غور کرنے کی صلاحیتیں ختم ہو چکی ہیں تو اس دعا کی بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ ہر احمدی اور اس کی نسلیں چاہے وہ مشرق کا ہے، چاہے وہ مغرب کا ہے، ہر قسم کے گند سے اور برائیوں سے محفوظ رہے اور پھر اس طرح فتنوں اور فسادوں سے بچا رہے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے ہمیں ایک دعا سکھائی، جو اپنے آپ کو سیدھے راستے پر چلانے اور اپنی خواہشات، اعمال اور اخلاق کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق چلانے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور آجکل جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتا دیا ہے کہ اتنی مختلف النوع برائیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے بغیر ان سے بچنا اور ان سے نجات بہت مشکل ہے۔ اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی جو یہ دعا ہے، یہ بھی اس زمانے کے لئے بڑی ضروری ہے۔ حضرت زیاد بن علاقہؓ اپنے چچا عتبہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَ الْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ (سنن ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات) کہ اے میرے اللہ میں بُرے اخلاق اور بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

پھر بخشش اور مغفرت کے لئے ایک دعا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ کُلِّہٖ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَایَایَ وَعَمِدِیْ وَجَھْلِیْ وَ جِدِّیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَ مَااَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُوَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ۔ (بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ اللھم اغفرلی) کہ اے میرے رب! میری خطائیں، میری جہالتیں، میری تمام معاملات میں زیادتیاں جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے مجھے بخش دے۔ اے میرے اللہ! مجھے میری خطائیں، میری عمداً کی گئی غلطیاں، جہالت اور سنجیدگی سے ہونے والی میری غلطیاں مجھے معاف فرما دے اور یہ سب میری طرف سے ہوئی ہیں۔ اے اللہ! مجھے میرے وہ گناہ بخش دے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور جو مجھ سے بعد میں سرزد ہوئے ہیں اور جو میں چھپ کے کر چکا ہوں اور جو میں اعلانیہ کر چکا ہوں۔ مقدم و مؤخر تو ہی ہے اور تو ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ پس اللہ ہی ہے جو ہمیں معاف رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

ان دنوں میں اگر سچے اور کھرے ہو کر اس کے آگے جھکیں گے تو یقیناً وہ طاقت اور قدرت رکھتا ہے کہ ہماری کایا پلٹ دے اور قبولیت دعا کا ایک لمحہ بھی ہماری دنیا اور آخرت سنوارنے والا بن جائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ''خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گناہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 44 جدید ایڈیشن)

پس جو غلطیاں ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ہر شر سے ہمیں اور ہماری نسلوں کو محفوظ رکھے۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں ''دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ۔ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے کچھ بھی چیز نہیں۔ جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فرض کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ۔'' جو فرض نمازیں ہیں ان کے علاوہ بھی یہ عادت بناؤ کہ علیحدگی میں نفل پڑھو اور پھر ذکر الٰہی کرو'' اور اپنی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو۔'' اور فرمایا کہ ''اے رب العالمین! تیرے احسان کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت رحیم و کریم ہے اور تیرے بے انتہا مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو۔ اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیری ہی ہاتھ میں ہے۔ امین ثم امین۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ 6,5)

اللہ کرے کہ ہم رمضان سے ان دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھتے ہوئے نکلیں اور خالص اللہ کے ہو جائیں اور صرف اللہ کے ہو جائیں اور جو دنیا کی لہو و لعب ہے اس کی ہمارے سامنے مٹی کی ایک چٹکی کے برابر بھی قیمت نہ ہو۔

خطبہ ثانیہ میں حضور انور نے فرمایا:۔

ایک افسوسناک خبر ہے۔ سری لنکا کی مسجد کے ہمارے خادم مسجد عبداللہ نیاز صاحب کو 14/ اکتوبر کو مخالفین دشمنوں نے شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان کی والدہ بھی زندہ ہیں جن کی عمر 96 سال ہے اور ان کے تین بیٹے، ایک بیٹی اور بیوہ ہیں۔ یہ خادم مسجد کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے اور بڑی سنجیدگی سے اور وقف کی روح کے ساتھ کام کرتے تھے۔ مسجد کو کھولنا، بند کرنا، صفائی اور اذانیں وغیرہ دینا۔ بچوں کو قرآن کریم ناظرہ بھی پڑھاتے تھے۔ 14/ اکتوبر کو صبح 4 بجے مخالفین نے ان کی رہائش گاہ کے نزدیک ہی چاقوؤں اور تلواروں سے حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا، یہ اس وقت نماز کے لئے مسجد آ رہے تھے۔ وہاں بھی آج کل بڑی رو چلی ہوئی ہے، پاکستان سے ایک مولوی لٹریچر اور ٹریننگ وغیرہ لے کر آیا ہے اور مسلمانوں کو خوب بھڑکا رہا ہے کہ یہ مرتد لوگ ہیں ان کو قتل کرو یہ ثواب ہے اور سب سے بڑا جہاد یہی ہے۔ اس رمضان میں اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے تو ان احمدیوں کو قتل کر دو۔ اور وہ خود عمرہ پر چلا گیا ہے اور ان کو تاریخ دے گیا ہے کہ 30 یا 31/ اکتوبر کو میں واپس آؤں گا، اس وقت تک احمدیوں کے جتنے بڑے بڑے عہدیداران ہیں ان کو شہید کر دو (وہ تو خیر قتل کرنا ہی کہتے ہیں) پھر جب میں واپس آ جاؤں گا تو ان کی مسجد پر قبضہ کریں گے۔ تو بہرحال یہ ان کے منصوبے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہر شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور ان کے منصوبوں سے بچائے۔ جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے عقل مقدر کی ہوئی ہے اور ماننا مقدر ہے ان کو عقل آ جائے ورنہ پھر عبرت کا نشان بنائے۔

پھر ہمارے ایک پاکستانی احمدی آجکل وہاں گئے ہوئے ہیں، 21 سالہ نوجوان ہیں گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں ان پر بھی حملہ ہوا تھا۔ وہ مسجد سے گھر آ رہے تھے تو ان پر بھی چاقوؤں اور تلواروں سے حملہ کیا۔ ان کے دونوں ہاتھ زخمی ہو گئے، لوگ پہنچ گئے۔ بہرحال ان کو بچا لیا۔ کسی طرح سے بچت ہو گئی۔ ہسپتال میں داخل ہیں علاج ہو رہا ہے۔ ان کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا:۔

ابھی میں جمعہ کی نماز کے بعد شہید کا نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

بقیہ: پاپائے روم کے بیان کا تجزیہ

از صفحہ نمبر 4

historians have ever repeated

De Lacy O'Leary, Islam at the Crossroads (London: 1923), p.8.

”اگرچہ تاریخ واضح ہے مگر یہ کہانی کہ انتہا پسند مسلمان دنیا میں پھر کر اپنی ماتحت قوموں کو تلوار کی نوک پر مسلمان بنا رہے ہیں انتہائی مضحکہ خیز، اوٹ پٹانگ اور فرضی قصّہ ہے جو بعض تاریخ دانوں نے اپنی کتب میں دہرایا ہے“۔

❁......ایڈون مانٹٹ لکھتے ہیں:

"Islam is a religion that is essentially rationalistic in the widest sense of this term considered etymologically and historically ....the teachings of the Prophet, the Qur'an has invariably kept its place as the fundamental starting point, and the dogma of unity of God has always been proclaimed therein with a grandeur a majesty, an invariable purity and with a note of sure conviction, which it is hard to find surpassed outside the pale of Islam....A creed so precise, so stripped of all theological complexities and consequently so accessible to the ordinary understanding might be expected to possess and does indeed possess a marvelous power of winning its way into the consciences of men."

(Edward Montet, La Propagande Chretienne et ses Adversaries Musulmans (Paris, 1890)

اسلام اپنی تعلیمات کی روشنی میں تاریخی اور اشتقاقی نکتہ نظر سے وسیع معانوں میں عاقلانہ مذہب ہے۔ قرآن کریم نے یقیناً ان تعلیمات کی بنیادی اور ابتدائی اینٹ کا فرض انجام دیا اور توحید باری تعالیٰ کا عقیدہ نہایت جاہ وجلال اور پر وقار طریق پر بیان کیا ہے۔ یہ بیان اس قدر شفاف اور پر از یقین ہے کہ اس سے بہتر اسلام سے باہر کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک کلمہ ہے مگر اس قدر مختصر اور حتمی، تمام دنیا کی پیچیدگیوں سے پاک اور نتیجۃً ایک عام آدمی کے لئے اس قدر پُر اثر اور آسان اور دلوں کو جیتنے والا کہ انسانی روح سے براہ راست مخاطب ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔

❁......مہاتما گاندھی لکھتے ہیں:

"I wanted to know the best of the life of one who holds today an undisputed sway over the hearts of millions of mankind.... I became more than ever convinced that it was not the sword that won a place for Islam in those days in the scheme of life. It was the rigid simplicity, the utter self-effacement of the Prophet the scrupulous regard for pledges, his intense devotion to his friends and followers, his intrepidity, his fearlessness, his absolute trust in God and in his own mission. These and not the sword carried everything before them and surmounted every obstacle. When I closed the second volume (of the Prophet's biography), I was sorry there was not more for me to read of that great life."

(Mahatma Gandhi, Young India, 1924.)

”مَیں اس امر کا مشتاق تھا کہ اس شخص کی زندگی کے بہترین حصے سے واقف ہوں جو آج دنیا میں ارب ہا ارب لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ مَیں ہمیشہ سے زیادہ اس بات کا قائل ہوں کہ یہ تلوار نہیں تھی جس نے اسلام کو یہ عظیم جگہ دی جو اس وقت دنیا میں موجود تھے۔ یہ ٹھوس سادگی، رسول کی عاجزی، معاہدوں میں آپ کی پابندی اور احترام آپ کے اپنے ماننے والوں اور دوستوں سے پیار اور انتہا کی اخلاص، آپ کی شجاعت اور جرأت مندی، خداتعالیٰ کی ذات پر آپ کا یقین اور اپنے مشن کی کامیابی پر یقین۔ یہ وہ تمام اجزائے ترکیبی ہیں نہ کہ تلوار جس نے ہر قدم پر آپ کی مدد کی اور تمام مشکلات کو حل کر دیا۔ جب مَیں نے آپ کی سوانح عمری کے دوسرے حصہ کو ختم کیا تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ میرے پاس اور مواد نہیں تھا جس سے مَیں آپ کی عظیم زندگی کے بارہ میں مزید پڑھ سکتا“۔

اختتامیہ

بادشاہ روم پیلیولوگس کے اسلام پر دوہرے الزام مبینہ طور پر بے بنیاد ثابت ہو چکے ہیں۔ قرآنی تعلیم اور اسلامی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ یہ واضح کر دیتا ہے کہ اسلام مذہبی امور میں ہر قسم کے جبر وتشدد کی پُر زور مخالفت کرتا ہے۔ غیر مسلم مبصرین کی متعدد آراء واشگاف الفاظ میں ان حقائق کی گواہی دے رہی ہیں کہ پیغمبر اسلام وہ منفرد وجود ہیں جنہوں نے جبر وتشدد کے خلاف منادی کی۔ مزید برآں اسلام فہم وادراک کا مرقع ہے۔ بالخصوص خدا کی ہستی پر یقین علم ومعرفت پر مبنی ہے۔

پاپائے روم سیزدھم کا بیان چودھویں صدی کے باشاہ کے خیالات پر مبنی ہے جو فی الحقیقت پوپ کے اسلام کے بارہ میں عدم علم کو واضح کر رہا ہے۔ اگر پاپائے روم اسلام کے بارہ میں اپنا علم بڑھائیں تو لکھو کھہا افراد کو بہتر تعلیم دے سکتے ہیں۔ فی الواقعہ اسلام کے بارہ میں ازدیادِ علم مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مکالمے کو حقیقت کا روپ دینے میں معاون ہوسکتا ہے۔

(نوٹ: www.alislam.org پر اصل انگریزی مضمون ملاحظہ کیا جاسکتا ہے)۔

❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ کوسووو (Kosovo) کے پہلے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(جاوید اقبال ناصر - مبلغ سلسلہ کوسووو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کوسووو کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ مورخہ 4/جون 2006ء بروز اتوار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

تیاریٔ جلسہ

جلسہ کی تیاریوں کا باقاعدہ آغاز 5/مئی بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ اس روز نماز جمعہ کے بعد احباب کو جلسہ کی اہمیت وافادیت کے ساتھ جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر کیا اور اپنے ساتھ غیراز جماعت احباب اور زیر تبلیغ افراد کو جلسہ میں لانے کی تلقین کی گئی۔

مئی کے پہلے اور دوسرے عشرے میں دورہ جات کئے گئے اور فرداً فرداً تمام احباب اور زیر تبلیغ افراد کو جلسہ میں شامل ہونے کی تلقین کی گئی۔ جلسہ سالانہ کا پروگرام تشکیل دے کر حضور انور کی منظوری کے لئے بھجوایا گیا اور حضور انور کی خدمت میں پیغام بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی۔

12/مئی بروز جمعۃ المبارک مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ہوا جس میں ناظمین کو ان کے کام سپرد کئے گئے۔

22/مئی سے لے کر جلسہ کے دن تک سات خدام نے اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کیا اور زیادہ تر وقت مشن ہاؤس میں گزارا۔ اس دوران جلسہ سالانہ کے لئے ضروری سامان کی خریداری اور بینرز وغیرہ کی تیاری کی گئی۔ جلسہ سے قبل تمام احباب کو ٹیلی فون کے ذریعہ دوبارہ یاددہانی کروائی گئی۔

3/جون بروز اتوار مکرم حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر ومشنری انچارج جرمنی تشریف لے آئے اور جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیا۔ ان کے علاوہ حافظ فرید احمد صاحب ایڈیشنل سیکرٹری تبلیغ بیرون جرمنی سے تشریف لائے۔ اسی طرح البانیہ اور بوزنیا سے بھی مہمانوں کی آمد شروع ہوئی۔

افتتاحی اجلاس

4/جون 2006ء کو صبح دس بجے جلسہ سالانہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزہ عافیہ جاوید نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام البانین ترجمہ کے ساتھ پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام البانین ترجمہ کے ساتھ پیش کیا۔

جلسہ کے لئے حضور انور کا پیغام

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے پیغام میں فرمایا:

”الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ کوسووو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے تمام انتظامات میں بہت برکت ڈالے اور آپ کو کامیاب جلسہ منعقد کرنے کی توفیق ملے۔ اللہ کرے کہ تمام احباب جماعت اس کی روحانی برکات سے فیضیاب ہوں اور ایک نئی امنگ اور ولولے کے ساتھ اپنے گھروں کو لوٹیں۔ ان کے اندر نیک اور پاک تبدیلیاں پیدا ہوں۔ اللہ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی تائید ونصرت فرمائے“۔

دیگر تقاریر

اس کے بعد مکرم حیدر علی صاحب ظفر مشنری انچارج جرمنی نے انگریزی میں مختصر خطاب کیا اور اس کے بعد دعا کروائی۔ آپ کے خطاب کا رواں ترجمہ یہاں کی لوکل زبان میں کیا گیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ قادیان کا ذکر کیا اور اس کے بعد دوسرے ممالک میں مختلف وقتوں میں ہونے والے جلسوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے اس بات پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ الحمدللہ آج کوسووو جماعت اپنا پہلا جلسہ منعقد کر رہی ہے۔ آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند دعائیں پڑھ کر سنائیں۔

اس کے بعد خاکسار نے ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور رحمۃ للعالمین“ کے موضوع پر البانین زبان میں تقریر کی۔ خاکسار نے قرآن کریم اور احادیث اور مختلف واقعات کی رو سے ثابت کیا کہ یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔

اس کے بعد مکرم موسیٰ رستمی صاحب نے ”صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ آپ نے سورۃ الجمعہ کے حوالے سے صداقت مسیح موعودؑ کے دلائل پیش کرتے ہوئے سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئی بڑی تفصیل سے بیان کی۔

آخر میں مجلس سوال وجواب ہوئی جس میں خاکسار کا ساتھ مکرم موسیٰ رستمی صاحب نے دیا۔ اور البانین زبان میں سوالوں کے جواب دئے۔

دوسرا اجلاس

2:45 منٹ پر دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم حیدر علی صاحب ظفر کی صدارت میں شروع ہوئی۔ تلاوت ونظم کے بعد پہلی تقریر Mr.Valdon Mustafa صاحب نے ”سیرت حضرت مسیح موعودؑ“ پر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلو بیان کئے اور آپ کی پوری ہونے والی مختلف پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔

اس کے بعد عزیزہ تہمینہ جاوید نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا۔

اس کے بعد مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں نے اپنے تاثرات بیان کئے جن کا رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا۔ آخر پر مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے اختتامی خطاب سے نوازا۔

مکرم حیدر علی صاحب نے اپنی تقریر میں نمازوں کی ادائیگی، انفاق فی سبیل اللہ کی برکات واہمیت، غلط سوسائٹی سے دور رہنے کی تلقین اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیاری تعلیمات پر عمل کرنے کی خاص تلقین کی اور جلسہ کے موقع پر پانچ نئے شامل ہونے والے نومبائعین کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے ثابت قدم رہنے کے لئے دعا کی اور مختلف نصائح سے نوازا۔

آخر پر مکرم صدر صاحب جماعت کوسووو نے مہمانوں اور کام کرنے والے کارکنوں کا شکریہ ادا کیا۔

مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے اختتامی دعا کروائی۔

اس طرح جماعت احمدیہ کوسووو کا پہلا جلسہ سالانہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علی ذلک

اس موقع پر غیر از جماعت احباب کی خدمت میں قرآن مجید اور دیگر کتب تحفۃً پیش کی گئیں۔

اس جلسہ کے موقع پر کل حاضری 80 تھی۔ اس کے علاوہ 25 غیر از جماعت زیر تبلیغ افراد بھی شامل ہوئے اور پانچ بیعتیں ہوئیں۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

مذہبی شعائر کی توہین کے قوانین (Blasphemy law) کا تجزیہ

{جناب انور سیّد کا روزنامہ ڈان پاکستان 16/ جولائی 2006ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے پاکستان میں مذہبی شعائر کی توہین کے قوانین کا تجزیہ کیا ہے۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ اور تبصرہ ہدیۂ قارئین ہے۔ اردو ترجمہ از عطاء الوہاب صاحب آف ربوہ نے کیا ہے}

ایک وقت تھا جب مذہب معاشرے میں اتحاد قائم رکھا کرتا تھا اور اس کی سچائی یا تاثیر کا انکار معاشرے کی ابتری کا باعث بن سکتا تھا۔ اس بناء پر مذہب کو دیگر منکرین اور ملحدین کے عمل دخل سے محفوظ رکھنا ضروری تھا۔ غالب اکثریت کے مذہب کے قواعد اور قوانین کا استہزا کرنے کی کسی کو اجازت نہ تھی اور جو ہتک آمیز الفاظ استعمال کرتے یا ایسا مواد شائع کرتے وہ لائقِ سزا ٹھہرتے۔ اس طرح انگلینڈ اور یورپ وغیرہ میں مذہبی شعائر کی توہین کے قوانین کا آغاز ہوا۔

پھر رفتہ رفتہ ایسا دور آیا جبکہ ان علاقوں میں مذہب کا معاشرتی تعلقات کے تانے بانے کو مستحکم رکھنے کا کردار ختم ہو گیا۔ اسکے نتیجہ میں گزشتہ پچاس سال سے قبل نہیں تو اس کے بعد سے اکثر سوسائٹیوں میں مذہبی شعائر کی توہین کے قوانین (Blasphemy Laws) کو سرے سے کالعدم قرار دے دیا گیا یا پھر غیر مؤثر بنا دیا گیا۔

پاکستان میں ان قوانین کی ماہیت کا جائزہ لینے سے قبل میں انگلینڈ میں ان قوانین کے طریقِ کار کے متعلق کچھ کہنا چاہوں گا جو کہ ایسا ملک ہے جس کے ساتھ ہمارے پرانے اور گہرے تعلقات رہے ہیں۔ سولہویں صدی کے اختتام تک چرچ کے حکام اہانت کے مرتکب افراد سے کلیسیا کے قوانین کے تابع معاملہ کرتے تھے۔ بعد ازاں انگلینڈ کے عام دستور میں بھی مذہبی شعار کی اہانت کو ایک جرم گردانا گیا۔ 1676ء میں لارڈ چیف جسٹس Sir Mathew Hale نے یہ نقطۂ نظر پیش کیا کہ عیسائیت انگلش قوانین کا لازمی جزو ہے۔ چنانچہ عیسائیت پر تنقید کو ریاست وحکومت کے خلاف بغاوت کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ مندرجہ ذیل امور کے اظہار کو انگلش قانون نے قید، جرمانہ یا جسمانی سزا کے لائق ٹھہرایا:

- ......خدا کی ذات اور اسکی قدرت کا انکار۔
- ......حضرت عیسیٰؑ کی گستاخانہ مذمت۔
- ......صحفِ مقدسہ سے بیہودہ تمسخر یا ان کے کسی حصہ کو حقارت اور تضحیک کا نشانہ بنانا۔
- ......عشائے ربانی کے تقدس کو پامال کرنا۔
- ......عیسائیت کا اقرار کرنے والے کسی شخص کا اقانیمِ ثلاثہ کے کسی اقنوم کی الوہیت سے انکار یا صحفِ مقدسہ کے منجانب اللہ ہونے سے انکار۔

عملی طور پر یہ قانون وقتاً فوقتاً دہریوں، یونیٹیرین (موحدین)، Quakers اور دیگر غیر مروجہ عقائد کے حامی فرقوں کی سرکوبی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ تاہم یہ امر بھی عیاں ہے کہ وہ افراد جنہیں اس قانون کی خلاف ورزی کرنے پر سزا دی گئی ان کی تعداد کوئی بہت زیادہ نہ تھی۔ John William Gott وہ آخری شخص تھا جسے 1921ء میں اس قانون کے ماتحت حضرت عیسیٰؑ کے یروشلم میں داخل ہونے کے قصہ کو تمسخر کا نشانہ بنانے اور آپ کو کسی سرکس کے مسخرے سے تشبیہ دینے کے سبب نو ماہ قید کی سزا دی گئی۔

یہ امر بھی توجہ کے لائق ہے کہ یہ انگلش قوانین سوائے اینگلیکن چرچ کی پیش کردہ عیسائیت کے اور کسی مذہب کو تحفظ فراہم نہ کرتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی پوپ کو مذاق کا نشانہ بناتا یا مارٹن لوتھر اور جان کیلون کی تحقیر کرتا تو اسکے لئے کوئی سزا نہ تھی۔ سلمان رشدی کی کتاب "Satanic Verses" کی اشاعت کے بعد سے برطانیہ کے مسلمان ان قوانین کے دائرہ کو دیگر مذاہب پر بھی محیط کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ دیگر اقلیتوں نے بھی اس قسم کے مطالبے کئے ہیں جن کے قبول یا تسلیم کئے جانے کا فی الحال کوئی امکان نہیں۔

برطانیہ میں لبرل سوچ کا حامل طبقہ، جن میں خاصی تعداد تاجروں، اراکینِ پارلیمنٹ، تعلیمی اداروں سے وابستہ افراد، قلمکار، صحافی اور تخلیقی آرٹسٹوں کی ہے، یہ یقین رکھتا ہے کہ مذہبی شعار کی توہین کے قوانین ظالمانہ، فرسودہ، تفریق کا باعث، عصبیت کا آلۂ کار بننے کے حامل اور 1998ء کے انسانی حقوق کے ایکٹ کے منافی ہیں (خصوصاً ان دفعات کے جو آزادیٔ رائے سے متعلق ہیں) لہذا انہیں کلیتاً ختم کر دینا چاہئے۔ جبکہ دوسری طرف قدامت پسندوں کا ترجمان اخبار Christian Voice ان کے ختم کئے جانے کی مخالفت کرتا ہے۔ تاہم بعد کی برطانوی حکومتیں اس سمجھوتے پر آمادہ ہو گئیں کہ یہ قوانین مستقل دستور کا حصہ تو رہیں گے لیکن نافذ العمل نہ ہونگے۔ 2002ء میں خاصی کثیر تعداد میں لوگوں کا ایک گروہ Trafalger Square میں واقع ایک چرچ کے دروازے کے سامنے James Kirkup کی ایک نظم سننے کے لئے اکٹھا ہوا جس میں حضرت عیسیٰؑ کو (نعوذ باللہ) ہم جنس پرست قرار دیا گیا تھا۔ تاہم پولیس نے اس واقعہ کو سپانسر کرنے والے عناصر اور حاضرینِ مجمع کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور کوئی نوٹس نہ لیا۔

پاکستان کا مذہبی شعار کی توہین کا قانون (Blasphemy Law) بھی سوائے اسلام کے اور کسی مذہب کو تحفظ فراہم نہیں کرتا۔ کسی ایسے شخص کیلئے کوئی سزا نہیں جو کہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کرشنا کی طرف خدائی منسوب کرنا غلط فہمی کے باعث ہے یا یہ کہ ہندوؤں کے صحائف کی افسانہ سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں ہے............۔

مندرجہ بالا امور کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی ذات میں اس قانون کا دائرہ کافی وسیع ہے اور اس کے قواعد و ضوابط میں ڈھیل کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس قانون کی دفعات تعزیراتِ پاکستان ۲۹۵ اور ۲۹۸ میں مزید کئی اضافے کئے جا چکے ہیں۔ دفعہ B295 کے مطابق اگر کوئی قرآنِ کریم کے نسخہ کی بے حرمتی، اس کو نقصان پہنچانے یا جلانے یا کسی جزو کو نذرِ آتش کرنے کا مرتکب ہوتا ہے یا اگر اسے توہین آمیز طریق پر یا غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال میں لاتا ہے (خواہ جو کچھ بھی اس سے مراد لی جائے) تو وہ عمر قید کا مستحق ہوگا۔ دفعہ C295 کی رو سے ہر ایک جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی واضح یا غیر واضح طور پر توہین کرتا ہے وہ پھانسی یا عمر قید اور جرمانہ کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بلند شان اور مرتبہ کا ہر وہ تصور جو کہ دوسرے فرقہ کے آپ کی ذات کی نسبت تصور سے ادنیٰ ہوگا وہ توہینِ رسالت کے زمرہ میں شمار کیا جائے گا۔ اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ کے کسی قول یا عملی پہلو کی مزید تنقیح وتشریح نہیں کی جا سکتی۔ دفعہ 298 A ہر اس شخص کے لئے تین سال کی سزا تجویز کرتی ہے جو کہ ازواجِ مطہرات نبی کریم ﷺ، اہلِ بیت، صحابۂ رسول یا پہلے چار خلفاء راشدین کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے۔ 298 کی دفعہ میں خاص طور پر جماعتِ احمدیہ کیلئے B اور C کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے افرادِ جماعت درج ذیل امور کی انجام دہی کے نتیجہ میں جیل جانے کے اہل ہوں گے۔

- ......اگر اپنے دین کی اشاعت کریں۔
- ......اگر اپنی جماعت کے کسی فرد کو امیر المؤمنین کے لقب سے پکاریں یا کسی ایسے شخص کے رفقاء کے لئے صحابہ اور اس کی زوجہ کے لئے اُمّ المؤمنین کا لقب تجویز کریں۔
- ......اگر اپنے منتخب افراد پر سلامتی بھیجیں۔
- ......اگر اپنی عبادت گاہ کیلئے مسجد کا لفظ استعمال کریں یا نماز کیلئے اسلامی طریق پر اذان دیں۔

یوں انہیں مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرنے کی اجازت نہیں۔ بعد ازاں مزید قانونی اقدامات کے ذریعہ انہیں اپنی جگہوں پر کلمہ لگانے سے بھی روک دیا گیا۔ اور اگر میں غلطی پر نہیں تو وہ اسلامی طریق پر دیگر مسلمانوں کو سلام بھی نہیں کہہ سکتے۔

اس قانون کے بعض پہلو غیر واضح ہونے کے باعث بآسانی غلط تشریح و توجیہ کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اہانت کیلئے استعمال ہونے والے لفظ "defile" کی کسی خاص مفہوم کیلئے تعیین نہیں کی جا سکتی۔ لغت کی رو سے اس کا مطلب ہے کہ کسی شخص یا شے کے تقدس اور کمال کو داغدار کرنا، اسے ذلیل کرنا، اس کی عصمت دری کرنا، اسے کسی آلائش کے ذریعہ داغدار بنانا اور اسے بدنام یا رسوا کرنا۔ کسی اور صورت میں ہم شاید اس لفظ کو غیر مناسب قرار دے کر ترک کر دیتے مگر یہاں ہم اس کے ساتھ مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ عام گالی گلوچ یا توہین بھی defiling کے زمرہ میں آسکتی ہے۔ مثلاً ہر ایک جو حضرت عیسیٰؑ کو (نعوذ باللہ) ہم جنس پرست پکارتا یا سرکس کے مسخرے سے آپ کو تشبیہ دیتا ہے (جیسا کہ اوپر ذکر گزر چکا ہے) وہ برحق طور پر آپ کے تقدس کو پامال کرنے کا ملزم ٹھہرتا ہے۔ تاہم اس لفظ کے وسیع تر مفہوم میں معمولی نوعیت کے تبصروں پر بھی defilement (اہانت) کے لفظ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے جس کی چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

بعض مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ جزوی طور پر خدا تھے جبکہ دیگر کلی طور پر آپ کو بشر قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ قانونِ زیرِ بحث کی رو سے پہلوں کے نقطۂ نظر کے لحاظ سے دیگر مسلمان آنحضور ﷺ کے مرتبہ کو نیچا کر رہے ہیں اس لئے وہ آپ کے مقدس نام کی اہانت کا موجب بن رہے ہیں۔

بعض مواقع پر قرآن نے ازواجِ مطہرات کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے (جماعتِ احمدیہ مصنف کے اس مؤقف سے اتفاق نہیں کرتی۔ مترجم) لیکن اگر کوئی مسلمان بھی یہی کہے تو وہ ان کی ناموس کی ہتک کا ملزم قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی امرِ واقع ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت علیؓ نے بعض معاملات میں حضرت ابو بکرؓ سے اختلافِ رائے کیا یا آپ کے کسی فیصلہ کو وقتی طور پر غیر موزوں خیال کیا۔ اگر ہم بھی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی رائے سے اتفاق کریں تو کیا ہم پر بھی آپ کی ہتک کا الزام آئیگا؟ حضور ﷺ کی زوجہ مبارکہ حضرت عائشہؓ اور آپ کے دو صحابہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کے چوتھے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد آپکے خلاف جنگ کی (جنگِ جمل)۔ معاویہ بن سفیان بھی جنگِ صفین میں آپ کے مقابل پر آئے۔ یہ کہنے میں کچھ حرج نہیں کہ فریقین میں سے ایک نے غلط راہ اختیار کی۔ کیا یہ کہنا بھی اہانت کا موجب سمجھا جائے گا؟ حضور ﷺ کے بعض صحابہ روزانہ کئی کئی گھنٹے آپ کی صحبت میں رہے جبکہ بعض دیگر شاید ایک آدھ دفعہ ہی آپ سے مل پائے اور وہ بھی مختصر دورانیہ کے لئے۔ یقیناً ان سب کو حضور ﷺ کے قرب کے اعتبار سے ایک مرتبہ کا حامل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ قانونِ زیرِ بحث میں کوئی وضاحت نہیں کہ کن اشخاص پر صحابہ کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے جن کا تقدس اس قانون کی رو سے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ابوسفیان، جو کہ آنحضور ﷺ کا پرانا دشمن تھا اور متواتر آپ کے خلاف جنگوں میں قریش کی قیادت کرتا رہا اور فتح مکہ کے بعد جا کر اسلام قبول کیا، کیا آپکے صحابہ میں اسی طرح شمار کیا جا سکتا ہے کہ اس کے قبل از اسلام کردار پر کسی قسم کی تنقید بھی توہین آمیز متصور کی جائیگی؟

298 کی دفعات B اور C کے تحت احمدیوں پر عائد کی جانے والی پابندیاں نہایت حیران کن ہیں۔ انہیں

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

مسلمانوں کی اصطلاحات ، روایات اور انکی طرح کے اعمال بجالانے سے روک دیا گیا ہے باوجود اس کے کہ یہ تمام ان کے ایمان یا مذہب کا جزو ہیں۔ بالفاظِ دیگر اس قانون کی رو سے وہ ہرگز اپنے اس ایمان یا عقیدہ کا اقرار نہیں کر سکتے جو وہ درحقیقت رکھتے ہیں۔قانون کے مطابق احمدی اپنے آپ کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتے۔ یہ امر انہیں انتہائی پیچیدہ صورتحال سے دو چار کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ محض جھوٹ موٹ کا اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے بلکہ دیانتداری اور سچائی کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان یقین کرتے ہیں۔مگر یہ قانون ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جو کچھ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں اسکے متعلق جھوٹ سے کام لیں اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ دوغلی روش اختیار کریں۔ یہ امر یقیناً سمجھ سے بالا ہے۔ یہ قانون نہ صرف عالمگیر سطح پر مسلّم بنیادی انسانی حقوق کے چارٹر کے منافی ہے جس پر پاکستان نے بھی دستخط کئے ہوئے ہیں بلکہ ملکی آئین کے بھی خلاف ہے جس کی رو سے ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادانہ اپنی پسند کے مذہب کو اختیار کرے اور اس پر کار بند ہو۔ یہ قانون ہولناک تعصب کی راہ کھولتا ہے اور پاکستان کے میانہ روی اور روشن خیالی کے دعووں کو منافقت تک محدود کر دیتا ہے۔

اگر ہم اسلام کو اس کے حال پر چھوڑ دیں تو وہ بذاتِ خود اپنا تحفظ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ہمارے تحفظِ اسلام کے اقدامات اور اسکے نتیجہ میں جنم لینے والے تنازعات نے محض ہماری قوم کو تقسیم کرنے کا فریضہ سر انجام دیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ قوانین کسی اور مفید مقصد کے لئے کبھی استعمال نہیں ہوئے۔ یہ محض ایک اکثریت کا اقلیت کے خلاف غیظ و غضب کے اظہار کا ذریعہ ہیں جسے وہ کافر و ملحد سمجھتی ہے۔ عملی طور پر یہ معصوم جانوں کے لئے اس قدر اذیتوں کا باعث بن چکے ہیں کہ الفاظ ان کے بیان سے قاصر ہیں۔ بدنیّت افراد نے انہیں اپنے ذاتی بغض و عناد کا بدلہ لینے ، کمزوروں کی جائیداد پر قبضہ کرنے اور ایذا رسانی کے لئے استعمال کیا ہے۔ اسلامی جماعتوں کی طرف سے ممکنہ مخالفت کے پیشِ نظر اس قانون کا کلیتاً کالعدم کیا جانا شاید سیاسی طور پر ممکن نہ ہو۔ تاہم برطانوی حکومت والا سمجھوتہ کئے جانے پر غور کیا جاسکتا ہے یعنی یہ قانون دستورِ پاکستان کا حصہ تو رہے مگر

اولاد کیلئے وقت اور مال کی قربانی

(مقصود احمد علوی ، جرمنی)

سامانِ عیش وعشرت، آرام دہ زندگی، اولاد اور مال وزر کے حصول کی خواہش انسانی فطرت کا خاصا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ(آل عمران:15)

”لوگوں کی لئے طبعًا پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں کی اور کھیتوں کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔

اسی طرح انسان کی مال سے خصوصی محبت کا قرآن ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے: وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (الفجر:21) اور تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو۔ اور وَاِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ (العدیت:9) یقیناً مال کی محبت میں وہ (یعنی انسان) بہت شدید ہے۔

آج کے اس مادی دور میں تو انسان کی اس خواہش نے ایک متعدّی بیماری کی صورت اختیار کر کے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور خصوصاً یورپین ممالک میں تو ایسا لگتا ہے کہ ہر ایک نے اسبابِ دُنیا اکٹھا کرنے کو ہی اپنا مقصدِ حیات قرار دے رکھا ہے۔ مال کمانے کی ایک دھن ہے جو ہر ایک پر سوار ہے اور اس کیلئے اس قدر محنت اور تگ ودو کی جاتی ہے کہ بسا اوقات بیوی بچّوں بلکہ خود اپنے نفس کے حقوق تک کو پامال کر دیا جاتا ہے۔

اس بیماری میں مبتلا لوگوں کا اندازِ فکر آہستہ آہستہ بدلنے لگتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ اُن پر اپنی کوشش اور محنت کا ہر حال میں نقد اور دست بدست فائدہ حاصل کرنے کی خواہش غلبہ پا لیتی ہے۔ پھر ایسے لوگ صرف وہی کام کرتے ہیں جس سے اُن کا کوئی ظاہری اور مادی فائدہ وابستہ ہوتا ہے۔ دراصل اسی کا نام مادہ پرستی ہے جو انسان کو نفس پرست اور خودغرض بنا دیتی ہے۔ مغربی ممالک میں اس صورتِ حال کا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں سامانِ عیش وعشرت تو میسّر ہیں اور زندگی بظاہر پُر مسرت اور آرام دہ ہے لیکن دوسری طرف بعض اخلاقی بلکہ انسانی قدریں تک یہاں مٹتی نظر آتی ہیں۔ رشتوں کا تقدّس اور احترام، ایثار، ماں باپ کی خدمت و اطاعت، شرم وحیا، عِفّت و پاکدامنی وغیرہ تو یہاں عنقا ہیں ہی مذہب کو بھی یہ معاشرہ اپنے ماحول سے کب کا الوداع کر چکا ہے اور نئی نسل کی اکثریّت تو دہریّت کی گود میں گر چکی ہے جہاں سے واپس آنے کا کوئی راستہ انہیں نظر نہیں آتا۔ اگر یہاں پر چار سُو پھیلی ہوئی بے حیائی کی تفاصیل میں ہی ہم جائیں تو اس کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہوگا۔

وہ لوگ جو مشرق سے آ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں اُن میں سے بھی ایک طبقہ اس چکا چوند زندگی سے متاثر ہو کر اس بیماری کا شکار نظر آتا ہے۔ بہت سے حصولِ مال وزر کی اس دوڑ میں برابر کے شریک ہو چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اپنی مذہبی اقدار تک کو خیر باد کہتے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے پاس عدیم الفرصتی کے باعث اپنے اہلِ خانہ کیلئے وقت نہیں ہوتا۔ وہ عواقب سے بے خبر دن رات ایک کر کے بس مال کمانے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں اور جس اولاد کیلئے وہ مال جمع کرتے ہیں خود اُسی کی تعلیم و تربیّت سے غفلت برتتے ہیں۔ اُنہیں کچھ علم نہیں ہوتا کہ اُن کے بچّے کیا پڑھتے ہیں؟ کہاں پڑھتے ہیں؟ کہاں جاتے ہیں اور کب کب جاتے ہیں؟ اُن کے دوست کیسے ہیں اور اُن کے ساتھ وہ کیسے کیسے پروگرام بناتے ہیں؟ اُن کے کیا مسائل ہیں اور وہ کونسی مشکلات میں مبتلا ہیں؟ اور اس طرح وہ خود اپنے ہاتھوں اپنے بچّوں کی اخلاقی اور روحانی قدروں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ اُنہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ باپ کی شفقت اور توجہ سے محروم یہ بچّے بڑے ہو کر کبھی بھی معاشرے کا مفید حصّہ نہیں بن سکتے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس صورتِ حال سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمیشہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کیلئے قربان کی جاتی ہے اسی طرح یہ بھی انسانی فطرت کا خاصّہ ہے کہ ہر شخص زیادہ قیمتی چیز کی حفاظت کم قیمتی کی نسبت زیادہ کرتا ہے۔ جان بچانے کیلئے بیمار انگلی یا ٹانگ کاٹ دی جاتی ہے۔ سپاہی بڑے افسروں کی جان بچانے کیلئے قربان ہو جاتے ہیں۔ ضروریاتِ زندگی کے حصول کیلئے مال خرچ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سونے چاندی اور روپے پیسے کی جوتیوں اور لکڑیوں وغیرہ کی نسبت زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔ اب انسانی فطرت کے اس اصول کی روشنی میں ایک نہایت ہی اہم سوال ہے جس کا جواب ہر ایک کو خود اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ مال زیادہ قیمتی ہے یا اولاد اور مال کو اولاد پر قربان کرنا چاہیے یا اولاد کو مال کی خاطر؟ اگر ایک باپ سے کہا جائے کہ وہ اپنا بیٹا ایک بڑی رقم کے عوض فروخت کر دے اُس کی کئی نسلیں اس رقم سے عیش کریں گی تو کیا وہ یہ سودا کر لے گا؟ نہیں اور ہرگز نہیں ۔لیکن حقیقت میں وہی باپ اپنے اُسی بیٹے کیلئے وقت نہیں نکالتا ۔وہ مال جمع کرنے کیلئے کئی کئی گھنٹے گھر سے باہر رہتا ہے اور یوں اُس کی تعلیم و تربیّت سے غفلت برت کر اُسے ایک معمولی رقم کیلئے قربان کر دیتا ہے ۔اب کہاں گیا انسانی فطرت کا وہ مسلّمہ اصول کہ ہمیشہ ادنیٰ کو اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاتا ہے؟ یہاں تو معاملہ بالکل الٹ ہے۔ یہاں تو اعلیٰ اور زیادہ قیمتی چیز یعنی اولاد کو ادنیٰ اور کم قیمتی چیز کی خاطر قربان کیا جارہا ہوتا ہے جو ہرگز دانشمندی نہیں۔

ایک طرزِ فکر یا طرزِ زندگی کے نقصانات اُس کے غلط ہونے کا کافی ثبوت ہوتے ہیں۔ مثلاً یورپ میں بڑھتی ہوئی طلاق کی شرح کے نتیجے میں ٹوٹتے ہوئے امن وسکون سے عاری گھر یہاں کی عائلی زندگی کیلئے اپنائے جانے والے اصولوں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اسی طرح مادہ پرستی اور مال وزر کی دوڑ کی کوکھ سے جنم لینے والے بے شمار نقصانات بھی اُس طرزِ زندگی کے غلط ہونے کی محکم دلیل ہیں۔ بعض چیزیں یقیناً ایسی ہوتی ہیں کہ ہوتی تو وہ نقصان دہ ہیں لیکن ان کا نقصان انسان کو فوری نہیں پہنچتا۔ سگریٹ کا ایک کش لگاتے ہی اگر سانس بند ہونے لگے تو دُنیا میں کوئی بھی سگریٹ نہ پیئے۔ اس کا نقصان تو کئی کئی سال بعد پہنچتا ہے۔ اسی طرح مال و دولت کی حرص میں اولاد کی طرف سے برتی گئی غفلت کا جب نتیجہ نکلتا ہے تو اُس وقت بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور چڑیاں کھیت چگ چکی ہوتی ہیں۔ وہ وقت کبھی واپس نہیں آتا۔ اس لئے عقلمندی اسی کا نام ہے کہ انسان دوراندیشی سے کام لے اور کل کو ہونے والے ممکنہ نقصانات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لے۔

دولت صرف مال وزر کا تو نام نہیں۔ علم بھی تو ایک عظیم دولت ہے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کوئی کم دولت تو نہیں۔ کیا مختلف علوم کے ماہرین دولتمند نہیں ہوتے؟ کیا وہ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا اور انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے عظیم الشان علمی خدمات سرانجام دیں کم دولتمند تھے؟ یقیناً علم بھی ایک دولت ہے اور لازوال دولت ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا۔

قبل ازیں بیان کئے گئے انسانی فطرت کے اصول کی روشنی میں اگر ہم مال وزر اور علم کا مقابلہ کریں تو بلاشبہ ہمارا جواب یہی ہوگا کہ علم، مال سے کہیں بڑھ کر عظیم دولت ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ ایک معمولی رقم کی خاطر جس کیلئے انسان سارا سارا دن مارا مارا پھرتا ہے اپنے بچّوں کو علم کی عظیم تر دولت دینے اور اعلیٰ اخلاق سکھانے کی راہیں محدود بلکہ مفقود کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ یہاں بھی فطرت کا وہ اصول الٹ گیا اور اعلیٰ کو ادنیٰ پر قربان کر دیا گیا۔ کہنے کو تو یہی کہا جاتا ہے کہ ہماری اولاد ہی ہمارا قیمتی اثاثہ اور ہمارا مستقبل ہے لیکن عملاً اس کی حفاظت اور تعلیم و تربیّت سے غفلت برتی جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اچھی تربیّت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے (ابنِ ماجہ)۔

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں:

”پس خود بھی نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے بھی ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو“۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 109)

گزرا ہوا وقت کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ آج وقت ہے ہمیں خدا نے موقع فراہم کیا ہے۔ ان ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے ہر طرح کی سہولتیں میسّر ہیں۔ تربیّت کیلئے جماعت کا ایک فعّال نظام قائم ہے۔ جس چیز کی آج ہمارے بچّوں کو ہم سے ایک باپ کی حیثّیت سے سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے وقت اور ہماری توجہ۔

آئیں ہم اپنے بچوں کو جو یقیناً ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں بہتر سے بہتر تعلیم اور تربیّت کی دولت سے آراستہ کرنے کیلئے اپنے اوقات اور مال کی قربانی دیں۔ یہاں ذیل میں چند تجاویز پیش کی جا رہی ہیں ۔ اگر ہم ان کی پابندی کریں تو امید کی جاتی ہے کہ ہم بہت حد تک اپنے اس اعلیٰ مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ا۔ ہر روز چند گھنٹے ضرور اپنے بچّوں میں گزاریں۔ اس مقصد کیلئے اگر کام کے اوقات میں تبدیلی بھی کرنی پڑے تو ضرور کریں۔ ایم ٹی اے کے پروگرام خصوصًا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے خطبات/خطابات اکٹھے مل کر دیکھیں اور سنیں۔

۲۔ بلا اشد ضرورت دونوں میاں بیوی کام نہ کریں۔ بچّوں کی نگرانی کیلئے دونوں میں سے ایک کا گھر میں موجود رہنا ضروری ہے۔

۳۔ ہفتے میں دو دن اور بحالتِ مجبوری کم از کم ایک دن کام سے مکمل چھٹی کریں۔ گھر میں آرام کریں اور بچّوں کو وقت دیں۔

۴۔ ہر طرح کے جماعتی پروگراموں میں خود بھی شامل ہوں اور بچّوں کو بھی شامل کریں۔

۵۔ ہفتے میں کم از کم ایک بار پورا خاندان مل بیٹھے اور مختلف گھریلو اور خصوصاً بچّوں کے مسائل پر گفتگو کریں۔ بچّوں کو گفتگو میں شامل کریں۔

۶۔ گاہے بگاہے سیر یا پکنک کے پروگرام بنائیں۔ بچّوں کے ساتھ کھیلیں اور پروگرام کو زیادہ سے زیادہ پُر لطف بنائیں۔

۷۔ اپنے بچّوں کا مربّیان اور دیگر بزرگانِ سلسلہ سے تعارف کرائیں اور ان سے ذاتی تعلق قائم کرائیں۔ اُن کی محافل میں بچوں کو لے کر جائیں۔

۸۔ شعبہ تعلیم کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ سکول میں بچوں کی کامیابی، کا بغور مطالعہ کر کے بچوں کی تعلیم میں فعّال کردار ادا کریں۔

۹۔ بچوں کی تعلیم اور تربیّت کیلئے رقم خرچ کرنے سے کبھی گریز نہ کریں۔

۱۰۔ اپنے بچوں کیلئے نام بنام دردِ دل سے نمازوں میں رو رو کر دعائیں کریں۔ اور حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھی دعا کے لئے لکھتے رہیں۔

تبصرہ کتب

(لطف الرحمٰن محمود۔ ٹیکساس۔امریکہ)

کتاب : مسلمانوں کے سائنسی کارنامے
مصنف ومؤلف : محمد زکریا ورک
ناشر: مرکز فروغ سائنس علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انڈیا
سال اشاعت: 2005
تعداد صفحات: 242

ایجادات اور سائنسی تحقیق میں تفوق، نیز ٹیکنالوجی کے میدان میں اغیار کی سبقت اور عہد حاضر میں مسلمانوں کی پس ماندگی دیکھ کر دل سے ایک ہوک اٹھتی ہے۔

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر

مگر زیرنظر کتاب پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ دور بھی گزرا ہے جب لمبے عرصے تک علوم وفنون، تحقیق تدقیق اور ایجادات وانکشافات کے میدان میں مسلمان سب سے آگے تھے۔ ان کی خدمات اس قدر نمایاں ہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی تاریخ ان کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی۔

یورپ نے تحریک احیائے علوم (Renaissance) کے نتیجے میں ایک نئی کروٹ لی تھی۔ اہل دانش جانتے ہیں کہ قرون مظلمہ کی تاریکی دور کرنے میں مسلمانوں کے علوم اور ان کی کتابوں کے تراجم نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ تخت برطانیہ کے وارث، شہزادہ چارلس نے 21 مارچ 2006ء کو الازہر یونیورسٹی کے کانوکیشن ایڈریس میں بھی 1993ء کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں اپنی تقریر کی اس بات کو دہرایا کہ تحریک احیائے علوم، یہودی اور عیسائی علماء اور مفکرین کی مسلم سپین کے علوم وفنون سے خوشہ چینی کی مرہون منت ہے۔

علم وفن کے اس بحر بیکراں میں ہمیں تراجم کے دو واضح دھاروں کے رواں دواں ہونے کا احساس ہوتا ہے۔ ایک دور میں مسلمانوں نے یونانی، لاطینی اور سنسکرت وغیرہ زبانوں سے عربی، فارسی میں تراجم کئے۔ ان علوم وفنون میں قابل قدر اضافے کئے اور انہیں آگے بڑھایا۔ بعد میں انہی کتابوں کے یورپین زبانوں میں تراجم تیار کئے گئے۔ یونانی اور لاطینی وغیرہ میں لکھی جانے والی اصل کتابیں مرور زمانہ سے ضائع ہوگئیں۔ انہیں عربی تراجم کی بدولت نئی زندگی ملی۔ مسلمان مصنفین کی کتابوں کے اصل نسخے اور دیگر مخطوطات اب تک یورپ کی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ اقبال نے "بانگ درا" کی ایک نظم میں اس دولت گم گشتہ پر آنسو بہائے ہیں:

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے ہے
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

زیرنظر کتاب 18 ابواب پر مشتمل ہے۔ ابتدائی تعارفی ابواب کے بعد مختلف علوم وفنون میں مسلمانوں کی گرانقدر خدمات اور ایجادات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً علم طب کو صرف ایک باب میں محدود نہیں کیا گیا بلکہ متعدد ابواب اور مختلف مقامات پر علم الادویہ، جراحی، امراض چشم وغیرہ کی تفاصیل دی گئی ہیں۔ حتی کہ 'طب الفقراء' اور 'زادالمسافرین' کا بھی ذکر موجود ہے۔ طب الفقراء میں ان نسخوں، دواؤں کا ذکر ہے جہاں طبیبوں، اور حکیموں کی عدم موجودگی میں غرباء خود علاج کر سکتے ہیں۔ زادالمسافرین میں مسافروں کے علاج اور حفظان صحت کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ ہمدردی اور خدمت خلق کے اسی بےلوث جذبے کا اظہار ہمیں جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ذات اقدس میں نظر آتا ہے جنہوں نے ہومیوپیتھی کے فروغ کے لئے عمر بھر گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

تخصص (Specialization) عہد حاضر کی ایک خصوصیت اور ضرورت بن چکی ہے۔ یہ ناک، کان، حلق اور دیگر اعضاء کے ماہرین کا دور ہے۔ پرانے زمانے میں علماء، اطباء، حکماء، ادباء، فضلاء مختلف مروجہ علوم وفنون کے ماہر بلکہ عملاً ہرفن مولیٰ ہوا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ پیش نظر کتاب میں مسلمان سائنسدانوں اور موجدین کے حوالے سے ریاضی، کیمیا، طبیعات، زراعت، جغرافیہ، تاریخ، فلسفہ، تفسیر اور دیگر علوم القرآن کا ذکر بھی موجود ہے۔ یہ علماء اور موجدین بیک وقت کئی علوم پر حاوی ہوتے تھے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی دنیا نے کیسے کیسے عبقری پیدا کئے۔ میں اسے علوم قرآنی کا فیض عام سمجھتا ہوں۔ اس کتاب میں یہ ذکر موجود ہے کہ رازی نے 184 کتابیں تصنیف کیں، جو طب، نیچرل سائنس، ریاضی، فلسفہ، دینیات، کیمیا، مابعد الطبیعات اور دیگر موضوعات، مضامین اور عناوین پر روشنی ڈالتی ہیں۔

بعض عناوین کا کتاب کے موضوع سے بظاہر تعلق نظر نہیں آتا۔ لیکن اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو قریبی تعلق صاف نظر آجاتا ہے مثلاً اسلامی کتب خانوں سے متعلق باب۔ مگر یہ کتب خانے مسلمانوں کی علمی خدمات، ایجادات، اور تحقیقات کا ناقابل تردید ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ فاضل مصنف نے اس کتاب میں بہت سے عربی ناموں، اور اصطلاحات کی مثالیں دی ہیں جو یورپ کی زبانوں کا حصہ بن چکی ہیں۔ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما۔ لوح تاریخ پر کندہ ان دائمی علامات کو کون مٹا سکتا ہے؟

کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان سائنسدانوں اور مختلف علوم وفنون کے ماہرین جدت پسندی اور روشن خیالی کی نئی نئی منزلیں سر کرتے رہے۔ بلکہ بعض پہلوؤں سے عہد حاضر کی جھلک نظر آتی ہے۔ مثلاً جانوروں کی آنتوں سے بنے ہوئے ٹانکوں سے زخموں کی سلائی، بعض اسلامی ممالک میں مختلف امراض کے علاج کیلئے ہسپتالوں کی ورائٹی، بعض مقامات پر دس دس قسم کے ہسپتالوں کے انتظام وانصرام کا ذکر کیا گیا ہے۔ عام طور پر یہی مشہور ہے کہ فرائیڈ اور ینگ نفسیاتی طریق علاج کے بانی مبانی ہیں۔ فاضل مصنف نے لکھا ہے کہ صدیاں پہلے مسلمان اطباء اور حکماء اس طریق علاج سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ کتاب میں ضمناً عہد حاضر کے بعض ممتاز مسلمان سائنسدانوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے مثلاً مراد بے یوسف ابراہیم (صفحہ 54)، ڈاکٹر عبدالسلام (صفحہ 87)، اور ڈاکٹر زین العابدین عبدالکلام (صفحہ 88)۔ یہ اس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ عالم اسلام میں ایک نئی زندگی کے آثار ہویدا ہیں۔

عہد حاضر میں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بڑے زور سے یہ بات ذہن نشین کرائی ہے کہ سچے مذہب (جو خدا کا قول ہے) اور سچی سائنس میں (جو خدا کا فعل ہے) کوئی تضاد اور تصادم نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کیلئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔"

(ملفوظات جلد اول، صفحہ 68)

احمدی سائنسدانوں اور ماہرین کو حضور علیہ السلام کے درج ذیل پیغام کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے:

"پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑی جدوجہد سے حاصل کرو۔"

(ملفوظات جلد اول، صفحہ 69)

زیرنظر کتاب کی بعض خصوصیات

(1) انگریزی اصطلاحات کے غیر مانوس اور ثقیل تراجم کی بجائے انہیں اردو رسم الخط میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے قاری ایک قسم کی ذہنی اذیت سے بچ جاتا ہے۔ میں خود ایک دور میں اس بات کا پرجوش مؤید رہا ہوں کہ سائنس کی انگریزی اصطلاحات کے اردو ترجمے کو رواج دینا چاہئے۔ لیکن اب اس حق میں ہوں کہ غیر مانوس اردو متبادل کی بجائے انگریزی اصطلاح کو اردو رسم الخط میں لکھنا بہتر ہے۔ ڈاکٹر شان الحق حقی مرحوم نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کے زیر اہتمام انگریزی، اردو کی ضخیم لغت مرتب فرمائی۔ اس نازک کام کیلئے وہ موزوں ترین شخصیت تھے۔ لیکن میں ان کے پیش کردہ بعض اردو تراجم پر بھی اردو رسم الخط میں انگریزی اصطلاحات کو ترجیح دوں گا۔ مثلاً

Density (ٹھوس پن)، Surveying (مساحت)، Calculus (طریق احصاء)، Volcanology (آتش فشانیات)، Thermodynamics (حرحرکیات)، Trigonometry (علم مثلثات)

زکریا ورک صاحب نے کتاب میں انگریزی اصطلاحات کو اردو رسم الخط میں لکھ دیا ہے۔ یہی سلوک انہوں نے camera obscura کے ساتھ کیا ہے۔ ڈاکٹر حقی مرحوم کا اس انگلش لفظ کا کیا ہوا ترجمہ ایک سطر پر مشتمل ہے: "اندر سیاہ کئے ہوئے سوراخ دار خانے پر مشتمل عکس فگن آلہ"۔

(2) فاضل مصنف نے کتاب میں اس نکتے کو بھی اجاگر کرنے کی سعی کی ہے کہ یورپ اور امریکہ کے علاوہ سائنسی ترقی میں دوسرے ممالک، اقوام، اور تہذیبوں کا بھی ہاتھ ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ سائنسی ترقیات کی راہیں عرب اور دیگر نسلوں اور علاقوں کے مسلمان ماہرین علوم وفنون نے ہموار کی ہیں۔

(3) مطالب ومفاہیم کو بہتر رنگ میں ذہن نشین کرنے کیلئے فاضل مصنف نے اہم معلومات کو جدول کی شکل میں پیش کرنے کیلئے بہت محنت کی ہے مثلاً صفحات 14-19 سائنسدانوں، موجدوں، اور علماء وحکماء کی ایجادات اور تصانیف کی جدول۔ صفحات 54-56 مسلم ماہرین علوم وفنون کی عربی کتابوں کے تراجم کی تفصیل، اسی طرح صفحات 109-108 علم ہیئت میں مسلمان ماہرین کی اس میدان میں پیش رفت اور تحقیق کا خلاصہ، یہ جدولیں اور گوشوارے بڑی محنت سے تیار کئے گئے ہیں اور بہت سی معلومات یکجا کر دی گئی ہیں۔

(4) امت مسلمہ کے مایہ ناز سائنسدانوں، موجدوں اور حکماء واطباء کی تصانیف وتالیفات سے بعض آلات کے خاکے اور عبارات کے حوالے بھی نمونے کے طور پر دئے گئے ہیں۔ ایسے خاکوں اور حوالوں کی تعداد بیس کے لگ بھگ ہے۔

(5) زیرنظر کتاب کا سولہواں باب مسلمانوں کی ایجادات غالباً اس کتاب کا سب سے اہم اور خیال افروز باب ہے۔ ان کی کامیابیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

6) بعض مسلمان سائنسدانوں اور موجدین کی ایجادات اور تحقیقی کارناموں کا کریڈٹ انہیں دینے کی بجائے ان ایجادات اور انکشافات کو بعد میں آنے والے مغربی سائنسدانوں اور محققین سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے معین مثالیں دے کر اس زیادتی کے خلاف احتجاج ریکارڈ کیا ہے۔ اہل دانش کو جرأت کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھانا چاہئے تا حق بحقدار رسید۔

چرچ اور سائنس

اہل مغرب جانتے ہیں کہ مغرب میں لمبے عرصے تک چرچ نے سائنس کو اپنا حریف سمجھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے: **"بائبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسی دو سوکنیں ہوں"۔**

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 322)

یہ امر واقعہ ہے کہ چرچ نے یورپ میں سائنس پیش رفت کو روکنے کی کوشش کی یہاں تک کہ سرجری جیسے مفید علم کی مخالفت کی گئی۔ سائنسدانوں پر مذہبی اعتقادات کی مزعومہ مخالفت کی بنا پر مقدمات چلائے گئے اور بعض کو قید یا نظربندی کی سزائیں دی گئیں یا دوسری پابندیاں عائد کی گئیں۔ یا انہوں نے از خود خائف ہو کر اپنی تحقیق کے نتائج اور انکشافات کو کچھ عرصہ کیلئے مخفی یا مؤخر کر دیا۔ کیا اسلامی تاریخ میں بھی حکمرانوں یا مذہبی راہنماؤں کی طرف سے مسلمان سائنسدانوں سے ایسا ہی سلوک روا رکھا گیا؟ اگر ایسا ہوا ہے تو زیرنظر کتاب میں اس کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ اگر ایسا نہیں ہوا تو یہ ایک قابل قدر فیچر ہے جسے نمایاں کرنا چاہئے۔ امید ہے فاضل مصنف کتاب کے نقش ثانی کے وقت یا کسی اور رنگ میں اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے۔

جناب زکریا کا یہ دعویٰ حقیقت پر مبنی ہے کہ مسلمانوں کا یورپ پر سب سے بڑا احسان کاغذ کی صنعت ہے۔ اس کے بغیر پرنٹنگ پریس کی ایجاد بالکل بے کار

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

ہوتی (صفحہ 186)۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مغرب میں پریس کی ایجاد کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا ہے۔ کاغذ کی صنعت کا بھرپور فائدہ اٹھایا گیا۔ ہزارہا کتابیں شائع کی گئیں جو علم کے فروغ میں ممد ہوئیں۔ مگر خلافت عثمانیہ کے مرکز میں علماء نے پرنٹنگ پریس کی ایجاد کے ساتھ جس مذہبی تنگ نظری بلکہ جہالت کا سلوک کیا وہ ہماری تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ اس مفید ایجاد کو حرام قرار دیا گیا۔ بڑی جدوجہد، ترغیب اور سعی بلیغ کے بعد علمائے اسلام اس بات پر راضی ہوئے کہ قرآن مجید اور علوم قرآن کے علاوہ باقی کتابیں پریس پر چھاپی جا سکتی ہیں۔ قرآن بہرحال ہاتھ ہی سے لکھا جائے گا۔

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے
فقیہ و شاعر و صوفی کی نا خوش اندیشی

قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کے لئے فاضل مصنف نے گوناگوں معلومات فراہم کرنے کی سعی کی ہے۔ مختلف علوم اور غیر مسلم ممالک نے مسلمان مشاہیر کی یاد میں ڈاک کے ٹکٹ جاری کئے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں اس کی دو مثالیں دی گئیں ہیں۔ الخوارزمی (روس) اور عثمان عامر بن جاحظ (قطر)۔ اس دلچسپ تحقیق کو آگے بڑھا کر ان مثالوں کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مجھے بعض اور ایسے پرانے مشاہیر کے ایسے ٹکٹ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ مثلاً سپین نے مشہور ہسپانوی مسلمان فلسفی اور مصنف ابن رشد کی یاد میں ایک خوبصورت ٹکٹ جاری کیا تھا۔

زیر نظر کتاب کئی لحاظ سے مفید اور دلچسپ ہے۔ میں نے اسے اپنی پسندیدہ کتابوں کے شیلف میں جگہ دی ہے۔

ٹورین شراؤڈ پر ایک گفتگو

(سید مبارک علی)

یوکے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت صاحب سے ملاقات اور جلسہ میں شمولیت کے بعد برائٹن کے مضافات میں ایک سائنسدان پروفیسر سے ٹورین شراؤڈ کے بارہ میں گفتگو کا موقع ملا۔ سلام دعا کے بعد خاکسار نے پوچھا:

خاکسار: کیا آپ کا مظفر چوہدری سے کوئی حالیہ رابطہ ہوا ہے؟

پروفیسرن: ہاں انہوں نے مجھ سے شراؤڈ کے کپڑے کے بارہ میں پوچھا ہے مگر میرے خیال میں تو اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔

خاکسار: میرے خیال میں اس کی بہت ضرورت ہے۔ جہاں تک ہمارا علم ہے یہ کپڑا وہ ہے جو انگریزی میں twill کہلاتا ہے اور اس میں بنتی کا جو سسٹم ہے وہ تین تین پر جاتا ہے اور یہ کپڑا بننے کا رواج یورپ میں غالباً سولہویں صدی تک تھا اب نہیں رہا۔ اور یہ کپڑا Linen ہے جو Flax (السی) سے بنایا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں اس کی ضرورت یہ ہے کہ شراؤڈ پر تصویر جس قسم کے کپڑے پر آئی ہے ہمیں تجربہ کرتے ہوئے اسی طرح کا کپڑا استعمال کرنا چاہئے۔ یہ سائنسی تجربہ کے لئے ضروری شرط ہے۔ ہم نے ایک طالبعلم کے کھیت پر السی کاشت کر کے اس کا دھاگہ بنایا ہے۔ لالیاں کے وہ لوگ جو کھڈی کا ہاتھ سے کام کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر ان کو تفصیل بتا دی جائے تو وہ ویسا کپڑا تیار کر سکتے ہیں۔

پروفیسر: اس بات سے اتفاق ہے۔

خاکسار: آپ کو جو مرہم دی تھی اس میں Nerd یعنی خباماسی (سنبل الطیب) ملا کر آپ نے تجربہ کیا ہے کیا جتاماسی ملانے سے تصویر بہتر آتی ہے؟

پروفیسرن: مَیں نے تجربہ کیا ہے اور اپنے ہاتھ کی تصویر لی ہے جو بہت صاف آئی ہے۔ مگر مجھے ایک الجھن پیش آتی ہے کہ جس خاتون نے حضرت مسیح علیہ السلام کے پاؤں پر جتاماسی کی خوشبو لگائی تھی وہ واقعہ صلیب سے کئی دن پہلے کا ہے مگر حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ فقرہ کہا کہ اس نے جو کچھ کیا میری تدفین کے لئے کیا۔ اور جو مرہم لگائی گئی وہ صلیب کے دن لگائی گئی۔

خاکسار: یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ہمارے ملک کی پرانی طبّ میں جو یونانی طبّ کہلاتی ہے اس طرح بھی علاج کیا جاتا ہے کہ ایک دوا پہلے دی جاتی ہے اور اس کے کئی دن کے بعد دوسری دوا دی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سارا انتظام قدرت کی طرف سے ہو۔

پروفیسرن: (بشاشت کا اظہار کرتے ہوئے) طبّ کے متعلق آپ مجھے یہ بات لکھ دیں۔

خاکسار: کیا آپ اس تحقیق کو علمی حلقوں اور سائنسدانوں میں پھیلا رہی ہیں؟

پروفیسرن: مَیں خوب زور سے اس کو پھیلا رہی ہوں۔ بعض لوگوں نے Favourable ردّعمل کا اظہار کیا ہے۔ بعض نے مزید تحقیق کی ضرورت کا اظہار کیا ہے۔ دھڑلے سے انکار نہیں کیا گیا۔

اس ضمن میں انہوں نے اٹلی، فرانس اور سپین کے سائنسدانوں کا ذکر کیا۔ پروفیسرن نے بتایا کہ شراؤڈ کو کھول کر اس میں سے زرگل اور خون کے ذرّات نکالے گئے ہیں۔ اٹلی کے ایک صاحب جو لیوفانٹی اس پر تحقیق کر رہے ہیں۔ سپین میں ایک ادارہ کی کارگزاری کے نتیجہ میں اس مواد سے اگر یہ مواد ان کو مل جائے تو معلوم ہو سکے گا کہ اس میں مرہم کے اجزاء موجود ہیں یا نہیں۔

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ نے رات جنگل میں دعا کرتے گزاری

(خالد سیف اللہ خان۔ آسٹریلیا)

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مرحوم (صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ) نے ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زندگی میں مجھ سے ذکر فرمایا کہ جب حضور افریقہ دورہ پر تشریف لے گئے تو مجھے بھی آپ کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔ سیرالیون میں ایک بزرگ احمدی جن کا نام علی روجر تھا وہاں کی جماعت کے پریذیڈنٹ تھے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ آپ احمدی کیسے ہوئے۔ کہنے لگے کہ مَیں تو خدا کا نشان دیکھ کر احمدی ہوا ہوں۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ جب حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ ہمارے گاؤں میں پہلی بار آئے تو ان کی ایک غیر احمدی مولوی سے لوگوں کے سامنے احمدیہ عقائد پر گفتگو ہوئی جس کو سن کر مولوی نے فتویٰ دیا کہ آپ کافر ہیں۔ جب وہ اجلاس منتشر ہوا تو شام پڑ چکی تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مولوی صاحب نے ایک دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا مَیں آج رات آپ کے ہاں بسر کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آپ کافر ہیں۔ پھر دوسرے گھر گئے تو وہاں سے بھی ایسا ہی جواب ملا۔ پھر انہوں نے تیسرا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے بھی رات ٹھہرانے سے انکار کر دیا۔ مَیں یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ مجھے ان پر ترس آیا کہ چلو یہ شخص کافر ہی سہی پر انسان تو ہے مَیں ان کو اپنے گھر ٹھہرا لیتا ہوں۔ چنانچہ اپنے گھر لے جانے کی نیت سے جب ان تک پہنچا تو وہ باہر جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ مَیں نے انہیں اپنے گھر ٹھہرنے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ نہیں اب مَیں نے رات جنگل ہی میں بسر کرنی ہے اور دعا میں گزارنی ہے۔ چنانچہ مَیں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ جنگل میں پہنچ کر انہوں نے ایک جگہ سے پتے وغیرہ صاف کر کے اپنی چادر بچھا دی اور اس پر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ نماز میں ان کی رقت اور انہماک دیکھ کر مَیں حیران ہوتا رہا کہ اس شخص کو اتنی سخت کیا تکلیف ہے۔ پھر انہیں سخت درد گردہ شروع ہوگئی۔ مَیں نے کہا کہ گھر چلتے ہیں شاید کوئی اسپرو (Aspro) وغیرہ مل جائے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مَیں اسی تکلیف کی حالت میں دعا کروں گا۔ پھر حضرت مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ ابھی خدا نے مجھے کشفاً بتایا ہے کہ جس جگہ تم بیٹھے ہوئے ہو وہاں ایک جماعت کا سکول ہے اس سکول کا انتظام چلانے والی ایک کمیٹی ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ تم اس کمیٹی کے سربراہ ہو۔ یہ بیان کرتے ہوئے علی روجر صاحب پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ بعد میں ہمارے علاقہ میں احمدیت پھیلی اور عین اسی جگہ پر جہاں حضرت مولوی صاحب سے درد اور شکستہ دلی کے ساتھ رات گزاری تھی آج ہمارا اسکول ہے اور اس کی انتظامیہ کمیٹی کا مَیں صدر ہوں۔ پھر فرمایا کہ ہم تو زندہ خدا کا نشان دیکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مَیں نے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ غالباً 1944-45ء کا ذکر ہے جب مَیں قادیان میں ساتویں آٹھویں جماعت کا طالبعلم تھا کہ حضرت مولوی صاحب افریقہ سے قادیان واپس تشریف لائے تھے۔ ایسا مَیں نے پہلے نہیں دیکھا تھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بنفس نفیس کسی کے استقبال کے لئے ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے ہوں اور سکول کے طلباء وغیرہ بھی آئے ہوں۔ ہم طلباء ریلوے سٹیشن کے باہر سڑک کے دونوں طرف قطاریں بنائے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ حضورؓ نے مولوی صاحبؓ سے معانقہ فرمایا۔ حضرت مولوی صاحب دبلے پتلے قد کے تھے۔ لمبی ڈاڑھی تھی۔ اچکن پہنی ہوئی تھی اور سر پر لنگی تھی۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو بڑے بڑے اولیاء اللہ مبلغین اور خدام سلسلہ عطا فرمائے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے۔ آمین۔

جس واقعہ کا خاکسار نے اوپر ذکر کیا ہے اس کا مختصراً ذکر عبدالوہاب آدم صاحب نے یوں فرمایا ہے:

"مکرم امیر صاحب نے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علیؓ کی سیرالیون میں قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب آپ سیرالیون تشریف لے گئے تو جس علاقہ میں گئے وہاں کے لوگوں نے آپ کو اپنے گھروں میں ٹھہرانے سے انکار کر دیا۔ آپ جنگل کی طرف نکل گئے اور وہاں رات بسر کی۔ آج یہ وہ علاقے ہیں جہاں احمدیہ سکول بھی ہیں، ہسپتال بھی ہیں اور مخلص احمدیوں کی جماعت بھی"۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 تا 30 مارچ 2006ء صفحہ 13)

وہاں مخلص احمدیوں کی جماعت کیوں نہ ہوتی۔ ان کی داغ بیل جو ایک مخلص احمدی کے ہاتھ سے پڑی تھی۔ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ مَیں نے غور کیا ہے کہ دعا گو متقی مخلصین کے ذریعہ قائم ہونے والی جماعتوں میں تقویٰ اور اخلاص کا معیار بھی انہیں کی نسبت سے ہوتا ہے۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

جاؤ کہ ہمیں ضرور آنے کی اجازت دی جائے۔ صحابہؓ میں احکامِ شریعت کو پورا کرنے کی اس قدر تڑپ پائی جاتی تھی کہ ایک صحابیؓ کہتے ہیں مجھے سالہا سال یہ خواہش رہی کہ میں کسی کے ہاں جاؤں اور وہ مجھے کہے کہ واپس چلے جاؤ تا کہ ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ کے تحت میں ثواب حاصل کر سکوں مگر مجھے کبھی ایسا موقعہ نہیں ملا۔ (فتح البیان جلد ۲)

اِس سے صحابہؓ کی اُس محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو انہیں ایک دوسرے کے ساتھ تھی۔ ایک شخص سالہا سال اس موقعہ کی تلاش میں رہتا ہے کہ مجھے کبھی یہ سُننے کا موقعہ ملے کہ واپس چلے جاؤ مگر ایک صحابیؓ بھی یہ جواب نہیں دیتا۔ اور دوسری طرف اس صحابیؓ میں بھی کس قدر اخلاص تھا کہ سالہا سال اُس نے ایسا موقعہ تلاش کرنے میں لگا دیئے۔"

(تفسیر کبیر (سورۃ النور) صفحہ 292-294)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۶/جولائی ۲۰۰۵ء میں مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ اہلیہ مکرم شکیل احمد صدیقی صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی اپنی شوہر کے متعلق یادوں پر مشتمل ایک انٹرویو شائع ہوا ہے جسے مکرمہ شازیہ انجم صاحبہ نے مرتّب کیا ہے۔

مکرمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایم اے عربی کے فائنل ایئر میں تھی جب میرا رشتہ طے پا گیا اور یکم نومبر 1998ء کو میں بیاہ کر لاہور چلی گئی۔ مکرم شکیل صاحب میری شادی سے پہلی بنائی ہوئی تصویر سے ہر لحاظ سے بہتر تھے۔ میں نے انہیں اپنی سوچوں سے بڑھ کر اچھا پایا۔ صرف پچیس دن بعد ہم دوالمیال چلے گئے جہاں اُن کی بطور مربی سلسلہ پہلی تقرری ہوئی تھی۔ یہاں ہم تقریباً ڈیڑھ سال رہے۔ اس دوران وہاں کی جماعت پر ایک مشکل وقت بھی آیا جب 4 جولائی 1997ء کو DSP نے احمدیوں کو مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے سے روک دیا۔ اس پر صدر جماعت نے فیصلہ کیا کہ نماز جمعہ گلی میں ہی ادا کی جائے گی۔ چنانچہ جولائی کے تپتے سورج کے نیچے مکرم شکیل صاحب نے خطبہ دیا۔

پھر شکیل صاحب فرنچ زبان سیکھنے کے لئے ربوہ آگئے اور ہم سال بھر والدین کے گھر رہے۔ میری صرف ایک چھوٹی بہن ہے اور بھائی کوئی نہیں۔ شکیل صاحب نے میرے والدین کو بیٹے کا پیار دیا۔ کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے تھے، سب کو خوش رکھتے تھے۔

2001ء میں شکیل صاحب افریقہ کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کے جانے کے بعد تیسرے دن ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں بیٹی عطا فرمائی جو واقفہ نو ہے۔ 29 مارچ 2002ء کو میں بھی افریقہ چلی گئی۔ واگاڈوگو میں دوتین دن گزار کر ہم درگو چلے گئے جہاں ان کی تقرری تھی۔ یہ بہت دشوار گزار راستہ تھا۔ پانچ چھ گھنٹے کا سفر تھا اور سارا راستہ کچا، وہاں سڑکیں نہ تھیں۔ اجنبی لوگ، اجنبی زبان، میں کچھ پریشان سی ہو گئی۔ لیکن شکیل صاحب نے جلد ہی میری پریشانی بھانپ لی اور بولے کہ دیکھو ابھی تو ہم میں ہمت ہے، ہم دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ یہاں رہ سکتے ہیں۔ 35,40 سال کی عمر کے بعد تو شائد ہم میں اتنی ہمت نہ ہو۔ 15 دن بعد ہی ان کی میٹنگ تھی۔ اور ایک ہفتہ بعد واپس آنا تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ مجھے بالکل اکیلے رہنے کی عادت نہ تھی اور پھر یہاں تو اور بھی مشکل تھا۔ لیکن شکیل صاحب نے کہا کہ میں نے تم کو ایسی عادت نہیں ڈالنی۔ اگر اب میں لے گیا تو تم ہر دفعہ ساتھ جانے کے لئے کہو گی اور یہ خوامخواہ جماعت پر بوجھ ہوگا۔ اس لئے تم ابھی سے اپنے دل کو مضبوط کرو۔ آپ گھر میں ایک افریقی لڑکی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ ہفتہ میں نے بڑی مشکل سے گزارا۔ نہ اس لڑکی کو میری بات کی سمجھ آتی نہ مجھے اس کی۔ پھر میں اکیلے رہنے کی عادی ہوتی چلی گئی۔ اکثر شکیل صاحب ہفتہ بھر کے لئے دورہ پر چلے جاتے اور زیادہ تر موٹر سائیکل پر جاتے کہ جماعت کا زیادہ خرچ نہ ہو۔ کچے راستوں کی وجہ سے جب واپس آتے تو دھول سے مکمل اَٹے ہوتے۔ لیکن نہا دھو کر کچھ آرام کرنے کی بجائے فوراً مشن چلے جاتے کہ میں پہلے حساب دے آؤں۔ اگر گاڑی پر ہوتے اور میں احمدی ڈرائیور کو اپنی خوشی سے کچھ پیسے دیدیتی تو اصرار کرکے اسے چندہ دینے کی بھی ترغیب دیتے۔ ڈرائیور اور اپنے ساتھی مربیان کا بہت خیال رکھتے۔

تقریباً سوا دو سال پہلے ان کی ٹرانسفر بوبوجلاسو ہوگئی تھی۔ یہاں بھی ان کے اخلاص کا وہی حال تھا۔ ان کو دین کے مقابل پر دنیا سے کوئی محبت نہ تھی۔ میں حیران ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کیسے ان کے سارے دنیوی کام سنوارتا چلا جاتا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ بوبوجلاسو کی اطلاع ملی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہر وقت خدمت کے لئے مستعد اور تیار رہتے اور بڑھ چڑھ کر ہر پروگرام میں حصہ لیتے۔ حضور کے دورہ کے دوران مَیں بیمار تھی اور پیدائش کے وقت ہمارا بیٹا فوت ہوگیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے الیس اللّٰہ کی انگوٹھی اور پرفیوم کا تبرک بھجوایا اور شفایابی کے لئے دعا کی۔

افریقی لوگ بہت غریب تھے۔ ہمارے گھر میں لائٹ تھی۔ روزانہ رات کو مین گیٹ کی لائٹ کے نیچے افریقی غیر احمدی بچوں کو کرسیاں اور بنچ بچھا دیتے کہ یہاں سکول کا کام کرلو۔ خود بھی ساتھ بیٹھ جاتے اور مجھے آواز دیتے کہ فریج میں سے فلاں چیز لے آؤ۔ کبھی کہتے اتنی روٹیاں زائد پکا کر اور پلیٹ میں سالن ڈال کر لے آؤ۔ اور اکثر بیٹی کے ہاتھ سے ان بچوں کو چیز دلاتے کہ اسے بھی دینے کی عادت پڑے۔ ہمیشہ گھر میں کچھ ٹافیاں اور گفٹ وغیرہ رکھتے تھے۔ جو بھی افریقی ملنے آتا اسے ضرور تحفہ دیتے۔ ان کا ایمان تھا کہ تحفہ دینے سے محبت بڑھتی ہے۔ پھر ان کی ایک خاص بات تھی کہ دورہ پر جاتے تو مقامی لوگوں کے ساتھ ہی اُن کے کھانے میں شامل ہوجاتے۔ خواہ کوئی چیز ناپسند بھی ہوتی تو اظہار نہ کرتے بلکہ ان کا دل رکھنے کو رغبت سے کھا لیتے تھے۔ دوروں کے دوران اپنا ذاتی خرچ بھی کر لیتے تھے۔ آپ خوش مزاج اور خوش بیاں تھے۔ حسن بیاں ایسا کہ سننے والا گرویدہ ہوجاتا۔

گزشتہ عیدالاضحیٰ کے چوتھے روز ظہر کی نماز پڑھا کر آئے تو تیز بخار ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب نے گھر آ کر کونین کی ڈرپ لگادی۔ افریقہ میں چونکہ ملیریا بہت ہوتا ہے اس لئے وہاں کا علاج کونین سے ہی شروع ہوتا ہے۔ لیکن شکیل صاحب کو آرام نہ آیا۔ میں نے کہا کہ ہسپتال چلتے ہیں لیکن نہیں مانے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے کچھ ٹیسٹ لئے تو یرقان کا علاج شروع ہوا لیکن کونین کی زیادتی نے اپنا منفی اثر دکھا دیا تھا۔ ایک ہفتہ میں ہی بہت نڈھال ہوگئے تھے۔ امیر صاحب کو فون کیا کہ گاڑی بھیج دیں۔ رات کہنے لگے کہ مجھے کالی گاڑی لینے آئے گی۔ میں نے کہا کہ مشن کی ایسی تو کوئی گاڑی نہیں ہے۔ دوبارہ کہا کہ دیکھنا مجھے کالی گاڑی لینے آئے گی۔ اگلے روز گاڑی آگئی لیکن انہیں ایمبولینس میں ہسپتال بھیجا گیا۔ یہ پانچ گھنٹے کا سفر انہوں نے بڑی اذیت سے کاٹا۔ راستے میں ڈرپ لیک کرگئی پھر ڈرپ بند کردی گئی۔ مغرب کے وقت ہم ہسپتال پہنچے۔ میں نے حال پوچھا تو کہا کہ میں ٹھیک ہوں بس مجھے نیند آرہی ہے۔ پھر مَیں اور بچی مکرم امیر صاحب کے ہاں چلے گئے۔ اگلے دن صبح ساڑھے دس بجے ان کی وفات ہوگئی۔

میری ساس محترمہ فہمیدہ بشیر صاحبہ نے دو سال پہلے ایک خواب دیکھا جو مجھے سنایا تھا کہ تم افریقہ سے واپس آئی ہو، شکیل صاحب ساتھ نہیں، صرف ان کے کپڑے ہیں۔ میں بہت روتی ہوں اور ساتھ یہ شعر پڑھتی ہوں: پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں

ہم نے مارچ میں پاکستان آنا تھا لیکن شکیل صاحب کی قسمت میں شہادت کا رتبہ لکھا تھا کہ آنے سے ایک ماہ پہلے ان کی وفات ہوگئی۔ میں نے واپسی کا سفر کیسے کیا یہ بیان کرنا مشکل ہے۔ بس پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی تسلی کے الفاظ کہ ''صبر کرنا ہے'' اور آپ کی دعائیں تھیں کہ میں نے اتنا لمبا سفر اپنے شوہر کی میت کے ساتھ کرلیا۔

جس گاڑی میں جنازہ غانا پہنچا اس کا رنگ سیاہ تھا۔ دس گھنٹے کا مسلسل سفر تھا۔ محترم امیر صاحب اور مربیان کرام بھی ساتھ تھے۔ رات غانا میں ٹھہرے۔ اگلے دن دوبئی کیلئے روانہ ہوئے۔ دوبئی میں بارہ گھنٹے انتظارگاہ میں گزارے۔ پھر دوبئی سے اسلام آباد رات تین بجے پہنچے۔ صبح آٹھ بجے لاہور کی فلائٹ تھی۔ لاہور سے سیدھے دارالضیافت پہنچے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

...... ۞ ...... ۞ ...... ۞ ......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۵/جولائی ۲۰۰۵ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل سے انتخاب پیش ہے:

دل کے آنگن میں آہٹیں کیسی
کون آیا ہے یہ راحتیں کیسی
زیست کا کوئی اعتبار نہیں
بے وجہ سی یہ نفرتیں کیسی
موسموں کی طرح بدلتے ہوں
ایسے لوگوں کی چاہتیں کیسی

محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز

ہفت روزہ ''بدر'' ۲۹/نومبر ۲۰۰۵ء میں مکرم حفیظ احمد عاجز صاحب اپنے والد محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز درویش قادیان کا ذکرخیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ آپ ۱۹۲۰ء میں موضع دھرمکوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور میں حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں زندگی وقف کی اور پھر درویشی کی سعادت عطا ہوئی۔ آپ کو ناظر جائیداد، ناظر بیت المال اور ناظر تعلیم کے طور پر بھی خدمت کی سعادت ملتی رہی۔ اس کے ساتھ ساتھ وقت نکال کر جماعتی تاریخ سے متعلق بھی معلومات جمع کرتے رہے۔ مختلف اوقات میں آپ کی سرکردگی میں احمدیہ وفود نے بھارت کے وزرائے اعظم اور دیگر قومی راہنماؤں سے ملاقات بھی کی۔

۲۸/اگست ۲۰۰۵ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

...... ۞ ...... ۞ ...... ۞ ......

محترم ملک غلام نبی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۶/جولائی ۲۰۰۵ء میں محترم ملک غلام نبی صاحب سابق مربی سلسلہ کا ذکرخیر کرتے ہوئے مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۵ء میں خاکسار جب نائیجیریا سے سیرالیون پہنچا تو محترم ملک صاحب عرصہ دراز سے سیرالیون میں مقیم تھے اور دارالحکومت فری ٹاؤن میں بک شاپ اور مقامی جماعتوں کی خدمت پر متعین تھے۔ آپ نے ہم نئے آنے والے مربیان کو بڑے حکیمانہ انداز میں بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورہ افریقہ کے بعد جماعتیں مربیان سلسلہ سے اسی محبت کی توقع رکھتی ہیں جو حضور انور نے اُن کو دی اور اُن کے وقار، مساوات اور عزت کو بڑھایا۔

آپ کو سیرالیون کی مقامی زبان کریول پر عبور حاصل تھا۔ مزاج بہت اچھا تھا اس لئے عوام و خواص میں یکساں مقبول تھے۔ سرکاری دفاتر میں بھی بہت جان پہچان تھی۔ ملک بھر کی سڑکوں اور راستوں سے واقفیت تھی۔ ہر جماعت اور اُس کے اہم احمدیوں کو نام بنام جانتے تھے۔ دشوار گزار جنگلوں کو عبور کر کے دُور دراز کی جماعتوں میں جانا اور کسی تکلیف کا اظہار لبوں تک نہ لانا، آپ کا خاص وصف تھا۔ ایک بار تو دشمن کے نرغہ میں ایسے پھنسے کہ صرف تائید غیبی نے نئی زندگی عطا کی۔ ۱۹۷۶ء میں قائمقام امیر بھی رہے۔

...... ۞ ...... ۞ ...... ۞ ......

ماہنامہ ''مصباح'' اپریل 2005ء تخت ہزارہ میں احمدیت کی خاطر شہادت قبول کرنے والوں کے نام مکرمہ فریدہ کوثر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

آج رخصت ہو رہے تھے شان سے میرے حبیب
جان دے کر ہوگئے تھے اپنے مولا کے قریب
یہ خاک آلودہ جبینوں پر تھے دھارے خون کے
خون کے ہالے میں تھے یہ چاند سے چہرے چھپے
ان میں تھے معصوم بچے اور کڑیل نوجواں
پیش کر دی دین کی خاطر سبھی نے اپنی جاں
وہ خدا کے گھر پہ آئے تھے عبادت کے لئے
چن لیا مولا نے پھر اُن کو شہادت کے لئے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

17th November 2006 – 23rd November 2006

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 17th November 2006

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:00 MTA Travel: A documentary on Delhi including a look at its Mughal and British heritage.
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 218, Recorded on: 30/10/1996.
02:35 Al-Maa'idah: A cookery programme
03:00 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 152, Recorded on 17th September 1996.
05:20 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 19th March 2006.
08:10 Le Francais C'est Facile: No. 80
08:35 Siraiki Service
08:55 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 16, Recorded on 10th August 1994.
10:10 Indonesian Service
11:10 Seerat Sahaba Rasool (saw)
11:45 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, From Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:30 Bangla Shomprochar
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:10 Interview: An interview with Kanwar Idrees, part 4.
17:55 Le Francais C'est Facile: No. 80 [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Urdu Mulaqa'at: Session 16 [R]

Saturday 18th November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:00 Le Francais C'est Facile: No. 80
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 219, Recorded on: 31/10/1996.
02:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 17th November 2006.
04:00 Bangla Shomprochar
05:00 Interview: An interview with Kanwar Idrees, part 4.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Children's Class with Huzoor. Recorded on 7th June 2003.
08:05 Ashab-e-Ahmad
08:55 Friday Sermon [R]
09:55 Indonesian Service
11:00 French Service
12:05 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bengali Service
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Children's Class [R]
16:15 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:00 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21/10/1995. Part 2.
18:00 Attractions of Australia: A documentary featuring a visit to Rainbow Beach and Forest.
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Children's Class [R]
22:15 Quiz Programme
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 19th November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Quiz Programme
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 220, Recorded on 05/11/1996.
02:40 Ashab-e-Ahmad
03:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 17th November 2006.
04:40 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:30 Attractions of Australia: A documentary featuring a visit to Rainbow Beach and Forest.
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 20th September 2003.
08:10 Learning Arabic: Programme No. 6
08:30 MTA Travel: A travel programme about London including a look at the river Thames.
09:05 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:55 Indonesian Service
10:55 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 3rd March 2006.
12:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 17th November 2006.
15:05 Huzoor's Tours [R]
15:55 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1984.
17:45 MTA Travel [R]
18:10 Learning Arabic, Programme No. 6 [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 221, Recorded on 06/11/1996.
20:35 MTA International News Review [R]
21:10 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
22:15 Huzoor's Tours [R]
23:00 Ilmi Khutbaat

Monday 20th November 2006

00:45 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
01:00 Learning Arabic, Programme No. 6
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 221, Recorded on 06/11/1996.
02:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 17th November 2006.
03:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1984.
04:30 Ilmi Khutbaat
05:35 MTA Travel: A travel programme about London including a look at the river Thames.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 7th December 2003.
08:15 Le Francais C'est Facile, Programme No. 28
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
10:00 Indonesian Service
11:05 Signs of the Latter Days
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:05 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 23/12/2005.
15:15 Signs of the Latter Days [R]
16:10 Spotlight: An Urdu speech delivered by Hafiz Muzaffar Ahmad on the topic of Obedience.
17:10 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 222, Recorded on 07/11/1996.
20:35 MTA International Jama'at News
21:10 Spotlight [R]
22:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Class [R]
23:10 Friday Sermon, recorded on 23/12/2005 [R]
00:10 Medical Matters: A health programme taking a look at skin infections.

Tuesday 21st November 2006

00:45 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:40 Le Francais C'est Facile, Programme No. 28
02:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 222, Recorded on 07/11/1996.
03:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 23/12/2005.
04:10 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
05:15 Signs of the Latter Days
06:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) with Huzoor. Recorded on 14th December 2003.
08:10 Learning Arabic, programme No. 6
08:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th June 1996. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:05 Bengali Service
14:05 Jalsa Salana UK 2003: Address to ladies delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana UK. Recorded on 26th July 2003.
15:10 Learning Arabic, Programme No. 6 [R]
15:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:45 Aina-e-Jihad: A programme on the topic of 'Kingdom of Islam in Mecca'.
17:20 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:15 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:20 MTA Variety: A documentary on Rabwah.

Wednesday 22nd November 2006

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Learning Arabic, Programme No. 6
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 223 Recorded on 12/11/1996.
02:35 Jalsa Salana USA 2005: Concluding speech delivered by Amir sahib of USA on the occasion of Jalsa Salana USA.
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15 June 1996. Part 2.
04:45 Aina-e-Jihad: A programme on the topic of 'Kingdom of Islam in Mecca'.
05:20 MTA Variety: A documentary on Rabwah.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:25 Children's class with Huzoor. Recorded on 21st June 2006.
08:20 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18/06/1996. Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:10 Bengali Service
14:10 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31/12/1982.
14:50 Australian Documentary
15:20 Jalsa Speeches: A speech delivered by Laiq Ahmad Tahir on the topic of 'Holy Prophet (saw) complete example for us' at Jalsa Salana Germany. Recorded on: 19/08/2006.
16:15 Children's Class [R]
17:05 Husn-e-Biyan: A quiz programme
17:40 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 224, Recorded on 13/11/1996.
20:30 MTA International News Review
21:05 Children's Class [R]
22:05 Jalsa Speeches
22:50 From the Archives [R]
23:25 Australian Documentary [R]

Thursday 23rd November 2006

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:20 Husn-e-Biyan: A quiz programme
01:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 224, Recorded on 13/11/1996.
03:00 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:25 Hamari Kaa'enaat
03:55 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 31/12/1982.
04:35 Australian Documentary
05:10 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 14th October 2003.
08:05 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no. 26, Recorded on 16/07/1994.
09:05 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:55 Al Maa'idah: A cookery programme
10:15 Indonesian Service
11:20 Pushto Muzakarah
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:05 Bengali Service
14:15 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 154, Recorded on 24th September 1996.
15:40 Huzoor's Tours [R]
16:30 English Mulaqa'at [R]
17:35 Moshaa'irah: An evening of poetry.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review
21:05 Tarjamatul Qur'an Class, Session 154 [R]
22:10 Al Maa'idah: A cookery programme
22:30 Children's Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 13 | Friday November 10, 2006 | Issue No. 45

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

دیارِ مصطفیٰ ؐ کے لئے سلام کے مبارک تحفے

مہدی امت موعود اقوام عالم مسیح موعود علیہ السلام نے دیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریک احمدیت سے روشناس کرانے کے لئے پہلی کتاب حَمَامَۃُ الْبُشْریٰ تصنیف فرمائی جو جنوری 1884ء میں منظر عام پر آئی۔ اس بے نظیر کتاب کا سرورق درج ذیل دو عربی شعروں سے مزین تھا۔

حَمَامَتُنَا تَطِیْرُ بِرِیْشِ شَوْقٍ
وَفِی مِنْقَارِھَا تُحَفُ السَّلَام
اِلٰی وَطَنِ النَّبِیِّ حَبِیْبِ رَبِّی
وَ سَیِّدِ رُسُلِہٖ خَیْرِالْاَنَام

ہماری کبوتری چونچ میں سلام کے تحائف لئے ہوئے شوق کے پروں کے ساتھ محو پرواز ہے۔ میرے رب کے محبوب اور نبیوں کے سردار، سرور کائنات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن کی طرف۔

دوسری طرف رحمۃ للعالمین (فداہ ابی وامی روحی وجنانی) کا عدیم المثال احسان عظیم دیکھئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ مجدّد دین اسلام کی خبر دی مگر اپنی طرف سے سلام پہنچانے کا تاکیدی فرمان صرف اور صرف مسیح موعود و مہدی مسعود کے لئے جاری فرمایا۔ جس میں یہ پُر اسرار حکمت تھی کہ آپ کو جناب الٰہی کی طرف سے منکشف ہو چکا تھا کہ "یکذب الصادق" (مستدرک) کہ آخری دور میں الصادق کی تکذیب ہوگی اور اس پر فتویٰ تکفیر لگایا جائے گا۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر امتی کو چودہ سو سال قبل خصوصی حکم دیا کہ اس نازک صورتحال کے وقت خواہ برف کے تودوں پر گھٹنوں کے بل بھی چلنا پڑے تو دشوار گذار چوٹیوں کو چیرتے ہوئے اس کی خدمت میں پہنچو اس کی بیعت کرو کیونکہ وہ خدا کا نائب مہدی ہے (ابن ماجہ کتاب الفتن) نیز احمد بن حنبل کی حدیث بھی ہے کہ "میرا سلام بھی اسے پہنچانا"۔ تا وہ بدترین خلائق ملّاؤں کے فتووں سے دلگیر نہ ہو اور ہر عاشق رسول اس زندہ یقین سے لبریز ہو کہ جس عظیم شخصیت کو شاہ لولاک مقصود کائنات نور دو عالم خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبین نے سلام بھیجا ہے کوئی نہیں جو اس کو کافر قرار دے سکے اور نہ کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ جنا ہے کہ کسی بڑی سے بڑی حکومت کے بل بوتے پر اس سے ٹکر لے سکے۔ کیونکہ رسولِ عربی ؐ کے سلام نے اسے دنیا بھر کے لئے سلامتی کا پیامبر بنا دیا ہے۔

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و مبارک اور تاریخی سلام ہی کی برکت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق نے پورے یقین اور زبردست قوت و شوکت بھرے الفاظ میں ممالک عالم کو انتباہ فرمایا:

"آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حق کے طالبوں کو ڈراؤں اور میری مثال اس شخص کی ہے کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔...... پس جو شخص اس کی سنتا ہے وہ اپنا مال ان ڈاکوؤں کی دست برد سے بچا لیتا ہے اور جو نہیں سنتا وہ غارت کیا جاتا ہے"۔
(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 485-486)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

سلام کی وجد آفریں آواز

خلافت احمدیہ کے پہلے تاجدار حاجی الحرمین سیدنا و مرشدنا حضرت مولانا نورالدین بھیروی ؓ خلیفۃ المسیح الاوّل کے قلم مبارک سے لکھنؤ کا ایک روح پرور واقعہ، جو چاند ستاروں کی طرح ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ فرمایا:

"عمدہ صحت کے بعد میں نے لکھنؤ کا قصد کیا۔ میرے مکرم دوست عبدالرحمٰن خاں مالک مطبع نظامی میرے بھائی کے دوست تھے۔ ان کے پاس کانپور میں ٹھہرا۔ انھوں نے حکیم صاحب (حکیم علی حسین صاحب لکھنوی) کی بہت تعریف کی اور دوسرے دن گاڑی میں سوار کرا کر لکھنؤ روانہ کیا۔ کچی سڑک اور گرمی کا موسم گرد و غبار نے مجھے خاک آلودہ کر دیا تھا کہ میں لکھنؤ پہنچا۔ جہاں وہ گاڑی ٹھہری وہاں اترتے ہی میں نے حکیم صاحب کا پتہ پوچھا۔ خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھہری تھی اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا۔ یہاں ایک پنجابی مثل یاد کرنے کے قابل ہے۔

للّ کرے اوّلیاں رب کرے سوّلیاں

مَیں اسی وحشیانہ حالت میں مکان میں جا گھسا۔ ایک بڑا ہال نظر آیا۔ ایک فرشتہ خصلت، دلرُبا، حسین، سفید ریش، نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چار زانو بیٹھا ہوا، پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے تکئے۔ سامنے پاندان، اُگالدان، خاص دان، قلم دوات، کاغذ دھرے ہوئے۔ ہال کے کنارے کنارے جیسے کوئی التحیات میں بیٹھا ہے بڑے خوشنما چہرے قرینے سے بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ نہایت براق چاندنی کا فرش اس ہال میں تھا۔ وہ قہقہہ دیوار دیکھ کر مَیں حیران سا رہ گیا۔ کیونکہ پنجاب میں کبھی ایسا نظارہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ بہرحال اس کے مشرقی دروازے سے (اپنا بستہ اس دروازہ ہی میں رکھ کر) حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا۔ گرد آلودہ پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہو گیا۔ حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا۔ اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم کہا جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی۔ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ حکیم صاحب نے وعلیکم السّلام زور سے یا دبی آواز سے کہا ہو مگر میرے ہاتھ بڑھانے سے انہوں نے ضرور ہی ہاتھ بڑھایا۔ اور خاکسار کے خاک آلود ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آلودہ کئے اور میں دوزانو بیٹھ گیا۔ یہ میرا دوزانو بیٹھنا بھی اس چاندنی کے لئے جس عجیب نظارہ کا موجب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے جو اراکین لکھنؤ سے تھا۔ اس وقت مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں۔ مَیں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا مگر خدا شرّے بر انگیزد کہ خیر ما دراں باشد۔ مَیں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم کی بے تکلف آواز وادیٔ غیر ذی زرع کے اُمّی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلّم۔ فداہ ابی وامی۔ اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہوا"۔ ("مرقاۃ الیقین" صفحہ 67-68 مرتبہ جناب اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ دسمبر 1962)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی دلی تمنا کا اظہار اس شعر میں فرمایا:۔

چہ خوش بودے اگر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نور یقیں بودے

ربّ ذوالعرش، دنیا بھر کے احمدیوں کو دین محمدی کے اس سرتاپا نور شخصیت جیسے نور ایمان و عرفان سے بھی مالا مال کر دے۔ اور توفیق دے کہ وہ بے آب و گیاہ وادی کے اُمّی مگر معلّمِ کائنات کے آسمانی سلام کو اس شان و شوکت سے ہر ملک، ہر قوم، ہر بستی بلکہ ہر دل تک پہنچائیں کہ دنیا اسلام جیسے سلامتی اور امن کے مذہب کی ضیا پاشیوں سے بقعہ نور بن جائے۔ ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی پیشوا یعنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

اسلامی قصر تمدّن و ثقافت کی بنیادی اینٹ

سلطان البیان سیدنا محمود المصلح الموعودؓ کے قلم حقیقت رقم سے سورۂ نور آیت ۲۸ کی بصیرت افروز تفسیر جس کا باریک نظر کا مطالعہ اور اس پر تقویٰ کو مشعل راہ بنا کر عمل کرنا اور کرانا شمع خلافت کے ہر پروانے کا اوّلین فرض ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

" انگریز اپنی زبان کے اس محاورہ پر بڑا فخر کیا کرتے ہیں کہ " انگریز کا گھر اس کا قلعہ ہوتا ہے۔" یعنی اس میں کوئی شخص بلا اجازت داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان میں تو یہ بات آج آئی ہے۔ اور قرآن نے اُس وقت یہ قانون بنایا جب انگریز ابھی ننگے پھرا کرتے تھے اور بندروں سے زیادہ اُن کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

یہ آیات جو تمدّنی زندگی سے تعلق رکھنے والے بعض نہایت ہی لطیف احکام پر مشتمل ہیں۔ اِن میں اللہ تعالےٰ نے یہ ہدایت دی ہے کہ کسی دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کر لیا کرو۔ اِستیناس کے معنے جیسا کہ حل لغت میں بتایا جا چکا ہے اس بات کا علم حاصل کرنے کی کوشش کے ہیں کہ آیا گھر والے ملاقات کرنا پسند کرتے ہیں یا نہیں کرتے (بحرِ محیط)۔ اسی طرح اس کے ایک معنے اجازت حاصل کرنے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے یہی معنی مروی ہیں اور انہوں نے تَسْتَانِسُوْا کے معنے تَسْتَاْذِنُوْا یعنی اجازت مانگنے کے ہی کئے ہیں۔ (بحر محیط)

اگر اس قرآنی ہدایت پر عمل کیا جائے تو دُنیا کے بہت سے فسادات اور جھگڑے مٹ جائیں۔ بعض لوگ بڑی سادگی سے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یونہی ہماری نظر پڑ گئی تھی اور اِس بنا پر وہ دوسرے پر اتہام لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے ذریعہ اِس قسم کی خرابیوں کو بھی دُور کر دیا۔ اگر کوئی شخص کہے گا کہ جھانک کر دیکھنے سے میں نے فلاں کو اس حالت میں دیکھا تھا تو قاضی کہے گا کہ تُو جھانکا کیوں تھا؟ تیری گواہی قابلِ قبول نہیں کیونکہ تو نے خود شریعت کے حکم کو توڑا ہے۔ دوسرے اس ہدایت پر عمل کرنے سے خود انسان بہت سے ایسے مواقع سے بچ جاتا ہے جن کی وجہ سے وہ اتہام کا نشانہ بن سکتا ہے۔ تیسرے آپس کے تعلقات میں بھی کشیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ اگر دوسروں کے گھروں میں آنے جانے کے لئے اجازت کی شرط نہ ہو تو ایسی صورت میں جبکہ میاں بیوی بے تکلفّی کی حالت میں بیٹھے ہوں اُن کو شرمندگی اُٹھانی پڑے گی۔ پھر اگر اجازت لینا ضروری نہ ہوتا تو چوریوں کی وارداتیں بھی بڑھ جاتیں۔ ایک شخص چوری کی نیّت سے اندر داخل ہو جاتا اور جب پکڑا جاتا تو کہتا مَیں تو ملنے آیا تھا۔ غرض اِن احکام میں بیسیوں فوائد مخفی ہیں۔ مگر آجکل جہاں دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے لوگ عموماً اجازت لے لینے کے عادی ہیں وہاں استیناس کرتے وقت السلام علیکم کہنے کا بہت کم رواج ہے۔ وہ صرف زور زور سے دستک دینا اور شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ یا باہر کھڑے کھڑے بلند آواز سے گھر والے کا نام لے کر بلانا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ استیناس کے ساتھ سلام کہنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں اندر آجاؤں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خادم کو بُلایا اور اُسے فرمایا کہ جاؤ اور اِسے اجازت حاصل کرنے کا طریق بتاؤ۔ جو یہ ہے کہ پہلے السلام علیکم کہے۔ اور پھر دریافت کرے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ (فتح البیان) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سلام کہنا چاہیے اور پھر اجازت لینی چاہیے۔ اِسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ اگر ایک دفعہ اجازت نہ ملے تو وقفہ وقفہ کے بعد تین دفعہ السلام علیکم کہنا چاہئے"۔

پھر فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ اگر گھر میں کوئی شخص موجود نہ ہو اور وہ کہیں باہر گئے ہوئے ہوں تو تم اُن کی واپسی کا انتظار نہ کرو اور اُن کی اجازت کے بغیر مکان میں مت داخل ہو۔ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ اور اگر تم کو کہہ دیا جائے کہ جاؤ ہم مل نہیں سکتے۔ ہمیں اس وقت فرصت نہیں تو پھر تمہارا فرض ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ یہ نہیں کہ دھرنا مار کر بیٹھ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں